ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
17
www.tanzeem.org
18تا24رجب المرجب1437ھ/26اپریل تا2مئی2016ء

ظلم وتعدی اور فساد کو برداشت کرنا اسلام نہیں

مسلمانوں کی تاریخ میں کبھی پہلے، یا اب بھی، اگر کچھ لوگ ایسے تھے یا ہیں جو فتنہ وفساد اور ظلم و عدوان کو خاموشی سے پھلتا پھولتا دیکھتے رہے یا دیکھتے ہیں، جہالت اور تاریکی پر خاموش ہیں، تو یہ لوگ دعوائے اسلام کے باوجود عقیدۂ آخرت سے جاہل یا منحرف ہیں۔ ان کا آخرت پر ایمان متزلزل، فاسد اور ضعیف ہے۔ عقیدۂ آخرت پر صحیح یقین رکھنے والا سلبی ومنفی تصورات کا حامل نہیں ہو سکتا۔ وہ اس دین کی حقیقت سے دراصل بے خبر ہیں یا غیر اسلام سے متاثر ہیں۔

اسلام میں رہبانیت، برہمیت، پاپائیت اور مختصر لفظوں میں ''ترکِ دنیا'' کا کوئی تصور نہیں ہے۔ شر وفساد اور طغیان وبغاوت پر راضی انسان مسلمان نہیں ہوسکتا۔ مسلم اپنے آپ کو اس دنیوی زندگی سے اعلیٰ وافضل جانتے ہوئے بھی اس کی پاک چیزوں سے تمتع حاصل کرتا ہے۔ اگر زہد اختیار کرے تو بھی ترک دنیا کی خاطر نہیں بلکہ اپنا بوجھ ہلکا رکھنے اور جہادِ زندگانی میں ہلکا پھلکا رہنے کے لیے کرتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ میں زمین میں خلیفۃ اللہ ہوں، اس کی صلاح وفلاح اور تعمیر وترقی میرا فرض ہے، مگر اس کا تصور مادی اور عیش پرستانہ تصور سے مختلف ہوتا ہے۔ وہ دنیا کو سواری بنا کر آخرت کا سفر طے کرتا ہے۔ آخرت کو جانے والا کوئی راستہ ایسا نہیں جو دنیا سے پرے پرے گزر جائے۔ دنیا حقیر ہے مگر اللہ کی نعمت ہے۔ اسے حکم خداوندی کے مطابق برتنا باعث اجر وثواب ہے۔ جس دنیا کی مذمت کی گئی ہے، وہ خالص مادی حیات ہے جس میں آخرت کا کوئی حصہ نہیں۔

تفسیر فی ظلال القرآن
سید قطب شہیدؒ

اس شمارے میں

نہ جا اُس کے تحمل پر......
قرآن تو ایک یاددہانی ہے
آف شور جمہوریت
متحدہ قومیت کا تصور اور اسلام
راہِ نجات
بدترینِ لوگ
پانامہ لیکس
تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

الھدیٰ (703)

نصاریٰ کا عقیدہ

ڈاکٹر اسرار احمد

سُورۃُ الکہف | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات ، :

مَا لَهُمۡ بِهٖ مِنۡ عِلۡمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمۡ ؕ كَبُرَتۡ كَلِمَةً تَخۡرُجُ مِنۡ اَفۡوَاهِهِمۡ ؕ اِنۡ يَّقُوۡلُوۡنَ اِلَّا كَذِبًا ۝٥ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفۡسَكَ عَلٰۤى اٰثَارِهِمۡ اِنۡ لَّمۡ يُؤۡمِنُوۡا بِهٰذَا الۡحَدِيۡثِ اَسَفًا ۝٦

آیت ۵ ﴿مَا لَهُمۡ بِهٖ مِنۡ عِلۡمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمۡ ؕ﴾ ''انہیں اس کے بارے میں کچھ بھی علم نہیں اور نہ ہی ان کے آباء واَجداد کو تھا۔''

انہوں نے یہ جو عقیدہ ایجاد کیا ہے اس کی نہ تو ان کے پاس کوئی علمی سند ہے اور نہ ہی ان کے آباء واَجداد کے پاس تھی۔

﴿كَبُرَتۡ كَلِمَةً تَخۡرُجُ مِنۡ اَفۡوَاهِهِمۡ ؕ﴾ ''بہت بڑی بات ہے جو ان کے مونہوں سے نکل رہی ہے۔''

یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے اولاد منسوب کر کے اس کی شان میں بہت بڑی گستاخی کا ارتکاب کر رہے ہیں۔

﴿اِنۡ يَّقُوۡلُوۡنَ اِلَّا كَذِبًا ۝٥﴾ ''وہ نہیں کہتے مگر سراسر جھوٹ۔''

آیت ۶ ﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفۡسَكَ عَلٰۤى اٰثَارِهِمۡ اِنۡ لَّمۡ يُؤۡمِنُوۡا بِهٰذَا الۡحَدِيۡثِ اَسَفًا ۝٦﴾

''تو (اے نبی ﷺ!) آپ شاید اپنے آپ کو غم سے ہلاک کر لیں گے ان کے پیچھے اگر وہ ایمان نہ لائے اس بات (قرآن) پر۔''

تثلیث جیسے غلط عقائد کے جو بھیانک نتائج مستقبل میں نسل انسانی کے لیے متوقع تھے ان کے تصور اور ادراک سے رسول اللہ ﷺ پر شدید دباؤ تھا۔ آپؐ خوب سمجھتے تھے کہ اگر یہ لوگ قرآن پر ایمان نہ لائے اور اپنے موجودہ مذہب پر ہی قائم رہے تو ان کے غلط عقائد کے سبب دنیا میں دجالیت کا فتنہ جنم لے گا' جس کے اثرات نسل انسانی کے لیے تباہ کن ہوں گے۔ یہی غم تھا جو آپؐ کی جان کو گھلائے جا رہا تھا۔

فرمان نبویؐ

شرک ناقابلِ معافی جرم

عَنۡ أَبِي هُرَيۡرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: ((مَنۡ لَقِيَ اللّٰهَ لَا يُشۡرِكُ بِهِ شَيۡئًا وَأَدَّى زَكَاةَ مَالِهِ طَيِّبًا بِهَا نَفۡسُهُ مُحۡتَسِبًا وَسَمِعَ وَأَطَاعَ فَلَهُ الۡجَنَّةُ أَوۡ دَخَلَ الۡجَنَّةَ وَخَمۡسٌ لَيۡسَ لَهُنَّ كَفَّارَةٌ الشِّرۡكُ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَتۡلُ النَّفۡسِ بِغَيۡرِ حَقٍّ أَوۡ نَهۡبُ مُؤۡمِنٍ أَوِ الۡفِرَارُ يَوۡمَ الزَّحۡفِ أَوۡ يَمِينٌ صَابِرَةٌ يَقۡتَطِعُ بِهَا مَالًا بِغَيۡرِ حَقٍّ)) (مسند احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو، اپنے مال کی زکوٰۃ دل کی خوشی سے اور ثواب کی نیت سے ادا کرتا ہو اور بات سن کر مانتا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا اور پانچ چیزیں ایسی ہیں جن کا کوئی کفارہ نہیں اللہ کے ساتھ شرک، ناحق کسی کو قتل کرنا، کسی مسلمان پر بہتان باندھنا، میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کرنا اور جھوٹی قسم کھانا جس سے دوسرے کا مال ناحق حاصل کر لیا جائے۔''

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
18 تا 24 رجب المرجب 1437ھ جلد 25
26 اپریل تا 2 مئی 2016ء شمارہ 17
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرون ملک ...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا .... (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نہ جا اُس کے تحمل پر کہ بے ڈھب ہے گرفت اُس کی

سینٹ کے چیئرمین رضا ربانی نے ایک سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر آئین پاکستان یا جمہوریت کو کچھ ہوا تو ہمالیہ روئے گا۔ مکالمہ بازی کے کسی مقابلے میں یہ ایک اچھا ڈائیلاگ ہے، لیکن جن لوگوں کا پاکستان کی سیاسی تاریخ سے کوئی تعلق رہا ہے، اُنہیں اچھی طرح یاد ہوگا کہ جب ضیاء الحق کے دور میں پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف عدالت میں قتل کا مقدمہ چل رہا تھا تو اُن دنوں میں بھی یہ ڈائیلاگ عام ہوا تھا کہ بھٹو کو اگر پھانسی دی گئی تو کوہ ہمالیہ روئے گا۔ لیکن بھٹو سولی چڑھ گیا اور لاہور کی شملہ پہاڑی نے بھی ایک آنسو نہ بہایا۔ کچھ عیسائیوں نے خودسوزی کی کوشش کی تھی اس کے سوا ملک بھر میں کچھ نہ ہوا۔ اس کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو غیر مقبول ہو چکا تھا۔ دیانتدارانہ رائے یہ ہے کہ اگرچہ بھٹو کے خلاف ایک زبردست عوامی تحریک چلی تھی لیکن حقیقت یہ ہے کہ بھولے بھالے عوام کے مذہبی جذبات کو ہوا دے کر اور صحیح تر الفاظ میں بعض بازی گروں نے معصوم عوام کے مذہبی جذبات سے کھیل کر ایک مصنوعی ماحول پیدا کر دیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ نوستاروں میں بعض مذہبی شخصیات بھی شامل تھیں۔ وہ یقیناً نظام مصطفےٰ کے حوالے سے مخلص تھیں اور اُنہوں نے دوسروں کے اخلاص پر بھی شک نہ کیا۔ یوں یہ قابل قدر شخصیات بھی غیر شعوری طور پر بلکہ لاعلمی میں اس کھیل کا حصہ بن گئیں، جس کا مقصد پاکستان کو ایٹمی قوت بنانے کی کوشش کرنے والے شخص کو عبرتناک سزا دینا تھا۔ یہ بات جملہ معترضہ کے طور پر آ گئی ہے۔ ہم کہنا یہ چاہتے تھے کہ اس زبردست تحریک کے باوجود بھٹو عوام میں غیر مقبول نہیں ہوا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ضیاء الحق کو انتخابات ملتوی کرنا پڑے، لیکن اس کے باوجود بھٹو کی موت پر کوئی عوامی ردعمل سامنے نہ آیا۔ رضا ربانی صاحب کو اس حقیقت کو سمجھنا ہوگا کہ ووٹ دینے میں اور جان و مال کی قربانی پیش کرنے میں فرق ہے۔

آیئے، اِس سارے معاملے کو فی الحال دُنیوی نقطۂ نظر سے دیکھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ تعلیم کا فقدان اور فروعی و سطحی مفادات کی خاطر ووٹ کا استعمال ہو جاتا ہے، لیکن جان و مال کی قربانی انسان تب دیتا ہے جب وہ سود و زیاں کا حساب لگانے کے مرحلے سے آگے بڑھ جاتا ہے جب کسی بات پر پختہ یقین دل و دماغ پر اِس طرح چھا جاتا ہے کہ کسی دوسری چیز کا ہوش ہی نہیں رہتا۔ عوام نے بھٹو کا ساتھ روٹی، کپڑا اور مکان کے نعرہ پر دیا تھا۔ ہندوستان سے ہزار سالہ جنگ کے لیے دیا تھا اور اسلامی ممالک کے اتحاد اور ایک اسلامی فرنٹ قائم کرنے کی امید پر دیا تھا۔ بھٹو کی جماعت نے یہ نعرے عملی لحاظ سے الٹ دیئے۔ آج بھٹو کی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی اندرون سندھ کے چند اضلاع کی جماعت ہے اگرچہ بھٹو نے بھی اس حوالہ سے عملاً کوئی قابل ذکر پیش رفت نہیں کی تھی، لیکن وہ سولی چڑھ کر پوتر ہو گیا۔ پنجابی میں کہتے ہیں موئے بابے دیاں اکھیاں وڈیاں (یعنی مرنے والے کی صرف خوبیاں دیکھتے ہیں اور بھٹو تو مرا نہیں تھا، مارا گیا تھا) بہرحال یہ ایک حقیقت ہے کہ بھٹو اپنے منشور کی طرف نیک نیتی سے بڑھا ہوتا تو اُس کی موت پر ردعمل مختلف ہوتا۔ ہمدردیاں لفاظی اور مکالمہ بازی تک محدود نہ ہوتیں۔ محترم رضا ربانی صاحب یہی معاملہ آئینِ پاکستان

اور پاکستانی جمہوریت کا بھی ہے بلکہ اس حوالہ سے تو صرف منفی نکات ہیں۔ آئین پاکستان اور پاکستانی جمہوریت کی رٹ لگانے والوں نے اہلِ پاکستان کو کیا دیا۔ دکھ، مصائب، تکالیف اور پریشانیاں ہم نے مارشل لاء کے مقابلے میں ہمیشہ جمہوریت کو ترجیح دی۔ لیکن آیئے، ذرا پاکستان کی تاریخ میں جمہوری ادوار کا جائزہ تو لیں۔ کیا پاکستانی جمہوریت اہلِ پاکستان کے لیے ڈائن ثابت نہیں ہوئی؟ جس نے زرداریوں اور شریفوں جیسے زر پرستوں کو جنم دیا جس نے الطاف حسین کو ایک بدروح کی شکل میں اہلِ پاکستان پر مسلط کیا۔ کون اس حقیقت سے بے خبر ہے کہ انسانی خون کی پیاسی یہ بلائیں پاکستان کو اس حال تک پہنچا چکی ہیں کہ وہ بہت سے اعتبار سے وینٹی لیٹر پر ہے۔ معذور اور مفلوج ہو چکا ہے چھوٹو گینگ، بابا لاڈلہ' عزیر بلوچ اور محترمہ ایان صاحبہ کس کے عطا کردہ تحفے ہیں۔ کوئی کنپٹی پر پستول رکھ کر لوٹ رہا ہے' کوئی سجے سجائے دفتر میں بیٹھ کر قلم کی نوک سے عوام کا خون چوس رہا ہے' اور دبئی میں سرمایہ کاری کر رہا ہے۔ بقولِ خود سرکار پاکستان کی اشرافیہ کے دو سو ارب ڈالر سوئس بینک میں پڑے ہیں۔ پانامہ پیپرز بتاتے ہیں کہ عوام کے لوٹے ہوئے پیسے سے حکمرانوں نے آف شور کمپنیاں کھول رکھی ہیں۔ اور عوام کا حال یہ ہے کہ نصف کے قریب پاکستانی خطِ غربت سے نیچے کی کربناک زندگی گزار رہے ہیں۔ اکثریت کو پینے کا صاف پانی مہیا نہیں' دو کروڑ بچے سکول نہیں جا سکتے' ہسپتالوں میں مریض بستروں پر یوں ڈھیر کیے جاتے ہیں' جیسے ردی کے گودام میں مال رکھا ہو۔ جبکہ سیاست دانوں کے بچے یورپ میں تعلیم حاصل کرتے ہیں اور اگر انہیں ایک سے زائد چھینک آ جائے تو فضائی ایمبولینس انہیں فوری طور پر لندن پہنچا دیتی ہے' جہاں ان کا علاج پونڈ اور ڈالر ادا کر کے کیا جاتا ہے۔

محترم رضا ربانی صاحب! اس سب کچھ کے باوجود ہم تو یہ نہیں چاہیں گے کہ آئین ختم ہو اور جمہوریت کی جگہ مارشل لاء آئے۔ کیونکہ یہ بات بھی اپنی جگہ درست ہے کہ آئین سازی جیسا مشکل اور پیچیدہ کام روز روز نہیں ہو سکتا اور یہ بھی درست ہے کہ خاکی وردی اور بھاری بوٹ بھی ماضی میں قوم پر بڑے بھاری ثابت ہوئے۔ لیکن آپ بھی اپنا یہ وہم دور کر لیں اور اس غلط فہمی میں نہ رہیں کہ اس گلی سڑی جمہوریت جس کی سڑاند سے قوم کا دم لینا محال ہو چکا ہے۔ اور 1973ء کا آئین جو ان سیاسی لٹیروں کے راستے میں کوئی رکاوٹ کھڑی نہیں کر سکا۔ ان دونوں کے دفن کیے جانے پر کوئی بیچارہ ہمالیہ روئے گا۔ بلکہ ہمیں یقین ہے کہ آسمان سے گری کھجور میں اٹکنے والی یہ قوم ایک دفعہ تو خوب چہکے گی اور خوب قہقہے لگائے گی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پس چہ باید کرد اِدھر کھوہ اُدھر کھڈ (یعنی دونوں طرف خیر نہیں) گویا سیاسی اور فوجی دونوں حکومتیں عوام کے لیے اذیت ناک ثابت ہوئی ہیں۔ اس صورت حال میں ہمیں کیا کرنا ہوگا؟ محترم رضا ربانی صاحب آپ نے کوہ ہمالیہ کی بات کی ہے تو ہم بھی آپ سے پہاڑوں کے حوالہ سے بات کرتے ہیں۔ ذرا اُس وقت کا تصور کریں جس کے بارے میں رب کائنات اپنی آخری اور مقدس ترین کتاب میں فرماتا ہے کہ پہاڑ اُس روز فضا میں یوں اُڑ رہے ہوں گے' جیسے روئی کے گالے۔ جس روز خود کو بچانے کے لیے انسان اُن بیوی بچوں کو آگ میں جھونک دینے کی صدا لگا رہا ہوگا' جن کے لیے عوام کا گلہ کاٹ کر سوئس بنک میں رقم جمع کرائی تھی اور جن کی خاطر آف شور کمپنیاں کھول رکھی تھیں اور خدا جانے کیسے کیسے پاپڑ بیلے تھے۔ بہرحال اُس روز وہ دشمن نظر آ رہے ہوں گے۔ ہمارا وہ رب رحمان بھی ہے اور رحیم بھی لہٰذا اُس نے اُس روز کی بربادی سے بچنے کے لیے نظری تعلیم بھی دی تھی اور عملی نمونہ بھی لوگوں کے سامنے اُسوۂ حسنہ کی حیثیت سے رکھا تھا۔ ہم اُس آسمانی آئین کو اور مصطفویؐ طرزِ حکومت کو کیوں نہیں تسلیم کرتے؟ ہم اُس آسمانی آئین کو کیوں نہیں آزماتے، جس نے بات بات پر گردن مارنے والے اور زندہ بچیوں کو دفن کرنے والے جاہل لوگوں پر مشتمل معاشرے کو دنیا کا مہذب ترین معاشرہ بنا دیا۔ ایسے ظالم اور سفاک لوگ کیسے صابر، حلیم اور تحمل و برداشت کے حامل اور منکسر المزاج انسان بن گئے۔ ہم اُس نظام کو کیوں نہیں اپناتے، جسے قائم کر کے وہ عرب جو ایرانی کسانوں سے مار کھا لیتے تھے' اُنہوں نے روما اور ایران کی عظیم سلطنتوں کو تہس نہس کر دیا۔

آخر ہمیں بھی تو معلوم ہو کہ اسلام کے اس عادلانہ نظام کو رائج کرنے میں کون سا کوہ ہمالیہ حائل ہے؟ سیکولر نظام نے ہماری جڑیں کھوکھلی کر دی ہیں۔ ہماری سیاست عدم استحکام کا شکار ہے۔ ہماری معیشت دیوالیہ ہوا چاہتی ہے' ہماری معاشرت دورنگی ہو چکی ہے۔ اب یہ اشرافیہ جس میں حکومت اور اپوزیشن دونوں شامل ہیں۔ حقوقِ نسواں جیسے قوانین نافذ کر کے خانگی سکون کو تباہ و برباد کر دینا چاہتی ہیں' جس سے لڑائی جھگڑے علیحدگی اور طلاق عام ہو جائیں گے۔

عورت جو گھر کی زینت ہے، جسے بڑے احترام سے خاتونِ خانہ کہا جاتا ہے۔ جس کی گود میں پلنے والی اگلی نسل کا کردار قوم کی تقدیر کا تعین کرتا ہے۔ ایسی محترم ہستی کو میڈیا پُرکشش مارکیٹ Commodity بنانے پر تُلا ہے۔ محترم رضا ربانی صاحب وطنِ عزیز میں سیاسی و فوجی حکمران ناکام ہوئے، پارلیمانی اور صدارتی نظام ناکام ہوا۔ آئین و جمہوریت ناکام ہوئے۔ یہاں تک کہ پرویز مشرف شان و شوکت سے عازمِ دبئی ہوا اور آپ کے آئین کا آرٹیکل 6 بیچارہ منہ دیکھتا رہ گیا۔ اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اللہ آپ کو صراطِ مستقیم پر لانا چاہتا ہے۔ اللہ آپ کو نظامِ مصطفیٰ کی راہ دکھانا چاہتا ہے۔ لیکن دیکھنے کے لیے جہاں باہر کی روشنی درکار ہوتی ہے وہاں اپنی آنکھوں کا نور بھی لازم ہے۔ ہمیں اس حقیقت کو پا لینا ہوگا، اس سے پہلے کہ ہمارے دل اندھے ہو جائیں اور ہم اندھیروں میں بھٹکتے رہ جائیں۔

آخر میں آپ کی خدمت میں مولانا ظفر علی کا ایک شعر پیش کیے دیتے ہیں:

نہ جا اُس کے تحمل پر کہ بے ڈھب ہے گرفت اُس کی
ڈر اُس کی دیر گیری سے کہ ہے سخت انتقام اُس کا

(نوٹ: تحریر بالا میں جن حضرات کے لیے بازیگر کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے ضیاء کا مارشل لاء لگتے ہی اسلام اور نظامِ مصطفیٰؐ سے لاتعلقی کا اعلان کر دیا تھا۔)

قرآن تو ایک یاددہانی ہے

سورۃ الدھر کے دوسرے رکوع کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 8 اپریل 2016ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

منکرین آخرت کے اس سوال کے جواب میں کہ اللہ ہمیں دوبارہ کیسے زندہ کرے گا جبکہ ہماری ہڈیاں بھی ریزہ ریزہ ہو چکی ہوں گی، سورۃ القیامہ میں اللہ تعالیٰ نے بڑے احسن انداز میں سمجھا دیا کہ جس نے تمہیں ایک نطفے سے پیدا کیا پھر کن کن مراحل سے گزار کر تمہیں ایک انسان بنایا وہ اس پر بھی قادر ہے کہ تمہیں دوبارہ زندہ کر دے۔ اسی مضمون کے تسلسل میں سورۃ الدھر کے پہلے رکوع میں ہم نے پڑھا کہ انسان کی پیدائش کا واحد مقصد اس کی آزمائش ہے کہ کون شکر گزاری کا راستہ اختیار کرتا ہے اور کون ناشکری کا مرتکب ہو کر اپنی آخرت خراب کرتا ہے۔ پھر اس آزمائش میں ناکام ہو جانے والوں کے لیے جہاں جہنم کے دردناک عذاب کی وعید ہے وہیں کامیاب ہونے والوں کے لیے جنت کی بے انتہا نعمتوں کی خوشخبری بھی۔ اسی مضمون کے تسلسل میں آج سورۃ الدھر کا دوسرا رکوع ہمارے زیر مطالعہ ہے۔

﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا عَلَیۡكَ الۡقُرۡاٰنَ تَنۡزِیۡلًا ﴿۲۳﴾﴾

’’(اے نبی ﷺ) ہم نے ہی نازل کیا ہے آپ پر قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے۔‘‘

تنزیل سے مُراد ہے بڑے اہتمام کے ساتھ کسی کام کو سرانجام دینا اور اسی میں یہ معنی بھی آتے ہیں کہ اللہ نے قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے۔

مشرکین کا ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ قرآن ایک ہی مرتبہ نازل کیوں نہیں ہو جاتا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا جواب آیا:

﴿كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلۡنٰهُ تَرۡتِیۡلًا﴾

(الفرقان:32)

’’اس لیے تاکہ اس کے ذریعے سے ہم آپؐ کا دل مضبوط کریں‘‘ اور (اسی لیے) ہم نے اسے تدریج و اہتمام کے ساتھ ترتیب دیا ہے۔‘‘

یعنی ایک دم پورے قرآن کا تحمل اتنا آسان نہیں ہے۔ پھر یہ کہ جیسے جیسے حالات پیش آ رہے ہیں قرآن مجید میں راہنمائی بھی اس کے مطابق آ رہی ہے۔ اس میں کتنی ہی حکمتیں ہیں۔ کوئی اعتراض کرتا ہے تو کرتا رہے۔ ہم نے اسے اسی طور سے نازل کیا ہے۔ بطرز تنزیل تھوڑا تھوڑا کر کے اور یہ ہمارا فیصلہ ہے۔

مرتب: ابو ابراھیم

﴿فَاصۡبِرۡ لِحُكۡمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعۡ مِنۡهُمۡ اٰثِمًا اَوۡ كَفُوۡرًا ﴿۲۴﴾﴾

’’تو آپؐ انتظار کیجیے اپنے رب کے حکم کا اور آپؐ ان میں سے کسی گناہگار یا ناشکرے کی باتوں پر دھیان نہ دیجیے۔‘‘

ہمارے ہاں صبر کا لفظ برداشت، حوصلے اور ہمت کے معنوں میں معروف ہے۔ لیکن عربی زبان میں خاص طور پر جب صبر کے بعد ’’ل‘‘ کا صلہ آتا ہے تو اس کے معنی انتظار کے ہوتے ہیں۔ جیسے کہ درجہ بالا آیت کا مفہوم ہے۔

اسلام کے ابتدائی دور میں جب مشرکین مکہ کے بڑے بڑے سردار اسلام دشمنی اور مخالفت کی تمام حدود پھلانگ چکے تھے تو مسلمانوں کے دل میں یہ خیال ضرور آیا ہوگا کہ ان پر اللہ کی پکڑ کیوں نہیں آ رہی، انہیں کھلی چھوٹ کیوں ملی ہوئی ہے؟ دوسری طرف مشرکین خود بھی کہتے تھے کہ تم جس قیامت سے ڈرا رہے ہو وہ کب آئے گی؟ ادھر صحابہ کرامؓ پر مظالم کے پہاڑ توڑے جا رہے تھے، حضرت بلالؓ، حضرت خبابؓ، حضرت یاسرؓ، حضرت سمیہؓ اور حضرت عمارؓ سمیت بہت سے صحابہ مشرکین کی قید میں تھے اور ان کا جینا مشکل کر دیا گیا تھا۔ ان حالات میں مسلمانوں کے دل میں یہ خیال بھی آیا کہ اللہ کی مدد کیوں نہیں آ رہی۔ ان کے ذہنی اطمینان کے لیے اللہ نے فرمایا، (مدینہ منورہ میں باقاعدہ اُمت کی تشکیل تک قرآن میں تمام مسلمانوں سے براہ راست خطاب نہیں کیا گیا۔ اس لیے مکی سورتوں میں صرف آپؐ سے خطاب ہوتا تھا لیکن یہ راہنمائی تمام مسلمانوں کے لیے ہوتی تھی) کہ ابھی صبر سے کام لو اور رب کے فیصلے کا انتظار کرو۔ وہ وقت ضرور آئے گا کہ جب ظالموں کو ان کے ظلم کا بھرپور بدلہ دیا جائے گا۔

﴿وَاذۡكُرِ اسۡمَ رَبِّكَ بُكۡرَةً وَّاَصِیۡلًا ﴿۲۵﴾﴾

’’اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیجیے صبح و شام۔‘‘

ہر وقت اپنے دل میں اللہ کی یاد کو تازہ رکھنا ہر بندۂ مومن کی کوشش ہونی چاہیے اور ذکر کی ایک عمدہ شکل یہ ہے کہ اسمائے حسنیٰ (جیسے یارحیم، یارحمان یا غفور یا شکور) سے اس کا ذکر کر لیا جائے۔ اس کی اپنی ایک تاثیر ہے اور جب یہ بات حضور ﷺ سے فرمائی جا رہی ہے تو گویا مسلمانوں کو بھی تلقین کی جا رہی ہے کہ اس سے تمہارے دلوں کو ثبات اور ٹھہراؤ ملے گا اور مخالفتوں اور تکالیف کو برداشت کرنے اور سہنے کے لیے تم میں ہمت پیدا ہوگی۔ حضورؐ پر بھی جہاں زبانی کلامی نشتر چلائے جا رہے تھے وہاں عملاً بھی ان پر

مظالم کیے جارہے تھے (جیسے ایک مرتبہ آپؐ بیت اللہ میں سجدے میں تھے تو آپؐ پر اونٹنی کے اوجڑی ڈال دی گئی اور ایسے کئی واقعات) تو ان حالات میں حکم تھا کہ ابھی صبر و تحمل سے اپنے رب کے فیصلے کا انتظار کیجیے اور اپنے آپ کو اُس کے ذکر سے مضبوط کیجیے۔

﴿وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ۝۲۶﴾

''اور رات کے ایک حصے میں اس کے لیے سجدہ کیا کیجیے اور رات کے بڑے حصے میں اُس کی تسبیح کیا کیجیے۔''

سورۃ المزمل میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ

﴿نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۝۳ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝۴﴾

''یعنی رات کا آدھا حصہ یا اس سے تھوڑا کم کر لیجیے۔ یا اس پر تھوڑا بڑھا لیں اور ٹھہر ٹھہر کر قرآن پڑھتے جایئے۔''

نبی اکرم ﷺ کے لیے تو آدھی رات، دو تہائی، ایک تہائی شب قیام اللیل فرض کے درجے میں تھا جس میں آپؐ قرآن کی پڑھتے تھے اور صحابہ کرامؓ بھی اس میں آپؐ کی پیروی کر رہے تھے۔

﴿اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَاۗءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ۝۲۷﴾

''یقیناً یہ لوگ فوری ملنے والی چیز (دنیا) سے محبت کرتے ہیں اور ایک بھاری دن جو ان کے پیچھے آنے والا ہے' اس کا دھیان چھوڑے بیٹھے ہیں۔''

مشرکین مکہ بھی جانتے تھے کہ وہ خود پیدا نہیں ہوئے، نہ اپنے ہاتھوں سے تراشیدہ یہ بت ہمارے خالق ہیں۔ لہٰذا کوئی تو خالق ہے جس نے پیدا کیا۔ وہ مانتے تھے کہ اللہ موجود ہے۔ جیسے قرآن میں ارشاد ہے:

﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ﴾

(العنکبوت:61)

''اور (اے نبی ﷺ!) اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو اور کس نے مسخر کیا ہے سورج اور چاند کو؟ تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے!''

اسی طرح یہ بات بھی نہیں تھی کہ انہیں اللہ کا کلام سمجھ میں نہیں آرہا تھا یا قیامت کی بات ان کی عقل میں نہیں آرہی تھی یا اسے وہ ناممکن سمجھتے تھے۔ پھر اللہ کے جو رسول آخرت کی خبر دے رہے تھے وہ قوم کے سب سے زیادہ معتبر، سب سے زیادہ باکردار، سب سے زیادہ زاہد اور بااخلاق فرد تھے۔ جن کے بارے میں پوری قوم کہتی تھی کہ انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، اس پر آنکھیں بند کر کے اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ لیکن وہی رسولؐ جب قیامت کے دن سے ڈرانے لگے تو مشرکین مکہ ان کی جان کے درپے ہو گئے۔

لہٰذا اس آیت میں ان کا اصل مرض بیان ہوا کہ ایسا نہیں ہے کہ ان کو بات سمجھ میں نہیں آرہی بلکہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ یہ دنیا کی لذتوں میں کھو کر آخرت کو بھلائے بیٹھے ہیں۔ دنیا میں ان کو ہر آسائش چونکہ فوراً مل جاتی ہے اور آخرت کا معاملہ تاخیر کا ہے تو لہٰذا یہ سمجھتے ہیں کہ اس دنیا میں جو فائدے مل رہے ہیں ان سے زیادہ سے زیادہ اور جائز و ناجائز فائدہ اُٹھالو۔ اس وجہ سے یہ دنیا کی آسائشوں، عیاشیوں میں پڑے ہوئے ہیں اور جن گناہوں کے یہ عادی ہو چکے ہیں انہیں چھوڑنا نہیں چاہتے۔ لہٰذا یہ کہتے ہیں کہ کیسے ممکن ہے کہ دوبارہ زندہ کیا جائے۔

﴿نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ۝۲۸﴾

''ہم نے ہی ان کو تخلیق فرمایا ہے اور ان کے جوڑ بند مضبوط کیے ہیں۔ اور ہم جب چاہیں گے ان جیسے بدل کر اور لے آئیں گے۔''

یعنی منکرین جو سمجھتے ہیں کہ ہم دوبارہ پیدا نہیں کیے جائیں گے، قیامت نہیں آئے گی حالانکہ یہ مانتے بھی ہیں

پریس ریلیز 22 اپریل 2016ء

آرمی چیف نے فوج میں بلا لحاظِ عہدہ احتساب کر کے اچھی روایت قائم کی ہے، البتہ پرویز مشرف کا محاسبہ نہ ہونا قابل مذمت ہے

آج ضرورت اللہ اور اس کے رسول کی تعلیمات کی روشنی میں صالح معاشرے کے قیام کی ہے

حافظ عاکف سعید

آرمی چیف نے فوج میں بلا لحاظِ عہدہ احتساب کر کے اچھی روایت قائم کی ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ عوام میں یہ تصور عام تھا کہ جرنیلوں کو مقدس گائے کی حیثیت حاصل ہے لہٰذا وہ کسی قسم کی پرسش اور احتساب سے بالاتر ہیں البتہ پرویز مشرف کا محاسبہ نہ ہونا قابل مذمت ہے۔ لیکن آرمی چیف کے اس منصفانہ قدم سے فوج کی اخلاقی پوزیشن بہت مضبوط ہوئی ہے اور اب بال سیاسی حکومت کے کورٹ میں ہے کہ وہ بھی اپنا ہاؤس کلین کرے اور اعلیٰ ترین سطح پر احتساب کرے اور اگر کوئی کرپشن میں ملوث پایا جائے تو اُسے عبرتناک سزا دی جائے۔ اُنہوں نے کہا کہ کرپشن کینسر جیسا موذی مرض کی صورت اختیار کر کے ہمارے قومی جسد میں بُری طرح سرایت کر چکا ہے، اب وقت آ گیا ہے کہ آپریشن کے ذریعے اِس موذی مرض کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر دیا جائے۔ راجن پور میں چھوٹو گینگ کے خلاف آپریشن کا ذکر کرتے ہوئے اُنہوں نے کہا کہ ایک ایسا معاشرہ جو ظلم و ستم اور بے انصافی سے گل سڑ چکا ہو وہ چھوٹو جیسے کردار پیدا کرنے کا خود ذمہ دار ہے۔ ایک غریب آدمی کسی بڑے کے ظلم کا شکار ہوا اور اُس نے معاشرے سے انتقام لینے کے لیے بندوق اٹھا لی اور غنڈہ بن گیا۔ پھر سیاسی لوگ ایسے غنڈوں سے اپنے کام لیتے ہیں۔ اُنہیں انتخابات میں استعمال کرتے ہیں۔ ضرورت اِس امر کی ہے کہ اللہ اور رسول کے دین کی تعلیم اور تبلیغ کے ذریعے صالح معاشرہ کی تشکیل کی جائے اور ایک ایسا نظام قائم کیا جائے جس میں ظلم روا نہ ہو ایسی صورت میں چھوٹو جیسے کردار پیدا نہ ہو سکیں گے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

کہ اللہ ہے۔ تو جس رب نے مختلف مراحل سے گزار کر انہیں پیدا کیا اور پھر انہیں مضبوط و توانا جسم اور صلاحیتیں عطا کیں وہی رب جب چاہے گا انہی کو ایک دوسری خلعت، ایک اور جسم عطا کر دے گا اور وہ اس پر قادر ہے کہ کسی اور مخلوق کو پیدا کر دے اور ان سب کو ہلاک کر دے۔

﴿اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۲۹﴾﴾

''یقیناً یہ تو ایک یاد دہانی ہے تو جو چاہے اپنے ربّ کی طرف راستہ اختیار کر لے۔''

نصیحت اس بات کو کہتے ہیں جو کسی کی خیر خواہی میں کہی جائے۔ یعنی قرآن مجید تمہاری خیر خواہی کے لیے نازل ہوا ہے جس میں تمہارے لیے اصل زندگی کا پیغام بھی ہے اور عذاب جہنم سے چھٹکارے کا راستہ بھی بتایا گیا ہے۔ ہم نے قرآن کی صورت میں ہدایت نامہ جاری کر دیا ہے۔ لیکن تمہیں چونکہ اختیار دیا گیا ہے:

﴿اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا﴾ (الدھر:3)

''چاہے تو وہ شکر گزار بن کر رہے ٗ چاہے ناشکرا ہو کر۔''

لہٰذا جو چاہے تو اس ہدایت نامہ سے استفادہ کرے اور جو چاہے انکار کر دے۔ یہاں گویا اللہ کا شانِ استغناء بھی ہے کہ اگر تم اللہ کو نہیں مانتے تو اس سے اس کی حکومت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی اور نہ ہی اس کے کام میں کوئی رکاوٹ پیدا ہوگی۔ ایک حدیث قدسی کے الفاظ ہیں:

((يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَتْقَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ)) (صحیح مسلم)

''اے میرے بندو! اگر تم سب اولین و آخرین اور جن وانس اس آدمی کے دل کی طرح ہو جاؤ جو سب سے زیادہ تقویٰ والا ہو''

جن وانس چونکہ یہی دو مخلوقات ہیں جو مکلف ہیں، ان کو آزادی دی گئی ہے کہ جو چاہیں راستہ اختیار کریں۔ ایک ہدایت کا راستہ ہے اور ایک گمراہی اور ضلالت کا۔ اگر یہ سارے مل کر بھی ایسے شخص کی طرح ہو جائیں جو اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے تو

((مَا زَادَ ذٰلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا))

''تو بھی تم میری سلطنت میں کچھ بھی اضافہ نہیں کر سکتے''

((يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ))

''اور اگر سب اوّلین اور آخرین اور جن وانس اس ایک آدمی کی طرح ہو جاؤ کہ جو سب سے زیادہ بدکار ہے''

((مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا))

''تو پھر بھی تم میری سلطنت میں کچھ کمی نہیں کر سکتے''

یعنی وہ تو الغنی ہے، ہر شے سے بے نیاز ہے۔ لیکن اس کی رحمت کی انتہا دیکھئے کہ ہمیں دنیا میں نعمتیں بھی دے رہا ہے اور بس یہ کہہ رہا ہے کہ اپنی تمام ضروریات کو پورا کرو مگر شرط یہ ہے کہ حلال ذرائع سے حاصل کرو۔ اُس نے کسی ضرورت کی چیز کو حاصل کرنے سے نہیں روکا۔ کھانے پینے، رزق کمانے کے لیے حلال ذرائع بے شمار ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ﴾

(الاعراف:31)

''اور کھاؤ اور پیو البتہ اسراف نہ کرو''

اسی طرح شہوت کا جذبہ پورا کرنے کے لیے نکاح کا راستہ کھلا ہوا ہے۔ لیکن ان تمام نعمتوں کے بدلے میں وہ صرف یہ چاہ رہا ہے کہ انسان اُس کے بتائے ہوئے راستے پر چلے۔ لیکن اس پر بھی ہم پورے نہ اُتریں تو یہ ہماری سب سے بڑی بدقسمتی ہے۔ اسی حدیث کے اگلے الفاظ ہیں:

((يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلُونِي فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهُ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِمَّا عِنْدِي))

''اے میرے بندو! اگر تم سب اولین اور آخرین اور جن اور انس ایک صاف چٹیل میدان میں کھڑے ہو کر مجھ سے مانگنے لگو اور میں ہر انسان کو جو وہ مجھ سے مانگے عطا کر دوں''

((إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ))

''تو پھر بھی میرے خزانوں میں اس قدر بھی کمی نہیں ہوگی جتنی کہ سمندر میں سوئی ڈال کر نکالنے سے''

یہ اللہ کا مقام ہے۔ جو ہمارا رب ہے۔ اس نے انسان کو اختیار دے دیا ہے کہ جو چاہے راستہ اختیار کرے، اگر سیدھے راستے پر چلے گا تو اپنا فائدہ ہے اور اگر سرکشی کے راستے پر چلے گا تو بھی اپنا ہی نقصان کرے گا۔ اللہ کو اس کے کسی عمل سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اُس نے سیدھا راستہ ہمیں بتا دیا ہے۔ جس کی دعا ہم سورۃ الفاتحہ میں مانگتے ہیں:

﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝﴾

''ہم کو سیدھے راستے پر چلا''

رب کی خوشنودی تک پہنچانے والے اس سیدھے راستے کی وضاحت کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کی صورت میں مکمل کتاب بھیجی اور ساتھ رسول اللہ ﷺ کی صورت میں کامل رہبر، راہنما اور ٹیوٹر بھی ٗ تاکہ انسان آخرت میں کامیابی حاصل کر سکے۔

﴿وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۳۰﴾﴾

''اور تمہارے چاہنے سے کچھ نہیں ہو سکتا ٗ جب تک کہ اللہ نہ چاہے۔ یقیناً اللہ سب کچھ جاننے والا ٗ کمال حکمت والا ہے۔''

یہ بھی ترجمہ کیا گیا کہ تمہارے چاہنے سے کچھ نہیں ہوگا جب تک اللہ نہ چاہے۔ کل اختیار اس کا ہے لیکن اس نے طے کیا ہے کہ جو میری طرف ایک قدم آگے بڑھے گا میں اس کی طرف دو قدم آگے بڑھوں گا۔

﴿يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۱﴾﴾

''وہ داخل کرے گا اپنی رحمت میں جس کو چاہے گا اور رہے ظالم ٗ تو ان کے لیے اُس نے بہت دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

کل اختیار اللہ کا ہے۔ کوئی شخص کہے کہ میں اپنے اعمال کے بل پر جنت میں داخل ہوں گا تو اس کی غلط فہمی ہے۔ انسان تو اللہ کے احسانات کا حق ادا کر ہی نہیں سکتا۔ چاہے پکا مسلمان بن کر ساری زندگی سجدے میں گزار دے۔ نیک سے نیک انسان بھی اللہ کے فضل و کرم کا محتاج ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ ظلم نہیں کرے گا۔ وہ اپنی رحمت سے چاہے تو گنہگار کو بھی بخش دے، ہماری کوتاہیوں سے بھی صرف نظر کرے گا، وہاں انصاف بھی ہوگا اگرچہ یہ ممکن نہیں کہ کوئی شخص بے گناہ ہو اور اللہ اسے سزا دے۔ چنانچہ اسی وجہ سے قرآن میں بار بار ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی پر ایک ذرے کے برابر بھی ظلم نہیں کرے گا۔ یہ اس نے گارنٹی دی ہے۔ ہاں اپنی رحمت سے جس کو چاہے بخش دے۔ کسی کی چھوٹی سی چھوٹی نیکی وہ قبول فرمالے۔ تاہم کوئی شخص محض اپنے اعمال کے بل پر جنت میں داخل نہیں ہو سکتا جب تک اللہ کی رحمت شامل حال نہ ہو جائے۔ وہ اپنے بندوں پر رحمت فرمائے گا اور جنت میں داخل کرے گا مگر جو اللہ کے باغی ہیں ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

پروردگار ہمیں سیدھے راستے پر چلائے اور قیامت کے دن عذاب سے محفوظ رکھے۔ آمین

اَللّٰهُمَّ اَعِذْنَا مِنْ ذٰلِكَ ! اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنْ ذٰلِكَ!

❁❁❁

آف شور جمہوریت

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

وزیراعظم پاکستان لندن سدھار گئے اپنے حالات سدھارنے کو۔ صدرِ پاکستان استنبول میں ہیں۔ وزیرِ خارجہ تو خارج از امکان رہے۔ مشیرِ خارجہ بھی خارجی، معاف کیجیے خارج میں ہیں، یعنی وہ بھی استنبول میں ہیں سمیت سیکرٹری خارجہ کے بعدازاں وہ بھی لندن پہنچ گئے۔ وزیرِ داخلہ اگرچہ اندریں حالات موجود رہنے چاہئیں۔ مگر وہ بھی بیرون ملک پرواز کر گئے۔ حتیٰ کہ وزارت عظمیٰ کے ازلی امیدوار عمران خان بھی لندن چلے گئے۔ سو پاکستان میں کون ہے؟ پاکستان زیرِ آپریشن نہ ہوتا تو وردیوں والے بھی شاید یہاں نہ ہوتے۔ تآ نکہ قرعہٗ فال وزیرِ خزانہ اسحٰق ڈار کے نام نکلا۔ سو ملک ان کے حوالے۔ وزارتِ خزانہ اگر قرآن سے پوچھیں تو سود کے مسئلے پر اللہ سے حالتِ جنگ بھڑکائے بیٹھی ہے۔ اللہ پاکستان کو معاف کر دے اور اپنی ازلی حفاظت سے نوازے۔ کیونکہ ہم نے تو ملک تباہ کرنے کا ہر حربہ کر دیکھا اگر الرحمٰن کی رحمت چہار سو پر غالب نہ ہوتی تو ہم نجانے کہاں ہوتے! اس ذات پر ایمان لانے کو تو صرف لوٹ کھسوٹ کی دائمی گرم بازاریوں کے باوجود ملک کا چلتے چلے جانے کا معجزہ ہی کافی ہے۔

پچھلے دنوں خبر آئی کہ ایک آدمی کے پیٹ پر دماغ اگ آیا ہے جسے آپریشن کر کے نکالا گیا۔ خیر اس خبر کی تفصیل میں کیا جانا۔ اس میں خبریت تو یوں بھی نہ تھی کہ پاکستان کی ساری اشرافیہ کا دماغ پیٹ میں ہے۔ سر میں ہوتا تو حیران کن نعمتوں سے مالا مال پاکستان اس حال حشر کو تو نہ پہنچتا۔ ڈیم بنے ہوتے۔ پانچ دریاؤں کی سرسبز و شاداب سرزمین میں یوں ریت تو نہ اڑتی۔ زرعی اجناس دشمن پڑوسی سے تو نہ مانگے جاتے۔ چار موسموں، ارضیاتی دولت، فلک بوس چوٹیوں اور بہترین جغرافیائی محل وقوع کی ایٹمی طاقت یوں کشکول بردار، امریکہ کی مسلط کردہ جنگ سے ڈالر کشید کرتی مجبور محض مملکت تو نہ بنتی۔ (سیکرٹری دفاع کے مطابق اب تک ہم 13 ارب ڈالر کولیشن سپورٹ فنڈ میں لے چکے ہیں۔) پیٹ میں رکھے دماغ ہی نے آف شور دولت رکھنے کی سجھائی۔ شور آف کیا ہونا تھا، نہایت بلند آہنگ شور مچ گیا۔ اگرچہ پاکستان میں دولت، بلکہ دیگر جرائم، مقدمات ہضم کرنے کی ایک پھکی ہوا کرتی تھی۔ این آر او کے نام سے پرویز مشرف نے یہ پھکی دے کر قوم کا ہاضمہ لکڑ ہضم پتھر ہضم کر دیا تھا۔ ایسا سکتہ اس کے مابعد اثرات کا تھا (Side Effects) کہ قوم ساری بھتہ خوریوں، لوٹ کھسوٹ، ٹارگٹ کلنگ کو سانس روکے دیکھا کرتی۔ چوں تک نہ کی۔ وہ تو اب کہیں اچانک، مصطفیٰ کمال کراچی میں خود بچی ہوئی پھکی کھا کر، منہ ہاتھ دھو دھلا کر نکل آئے۔ اس طویل خاموشی پر سوال کی گنجائش نہیں ہے۔ تاہم پھکی بارے پوچھا جا سکتا کہ کیا بیچارے نواز شریف اس سے مستفید نہیں ہو سکتے؟ شنید ہے کہ مزید 100 سینئر سیاستدان بھی مارے پانامہ کے بیرون ملک چلے گئے ہیں۔ شاید یہ سب مل کر جلا وطن حکومت قائم کر لیں؟ پاکستانی عوام آئس لینڈیے تو ہیں نہیں کہ تڑپ کر اٹھیں اور وزیراعظم استعفیٰ دے ڈالے۔ نہ ہی یہ برطانیہ والی جمہوریت ہے کہ پانامہ سکینڈل کا ہلکا سا بخار ڈیوڈ کیمرون کو ہونے کے خدشے پر ہی وزیراعظم پر لرزہ طاری ہو جائے، عزت بچانی مشکل ہو جائے۔

یہ مسائل سارے مغربی جمہوریت کو لاحق ہوتے ہیں۔ ہمارے لیے مغربی طاقتوں نے آف شور جمہوریت پسند فرمائی ہے۔ عمران خان صاحب نے بھی جو اثاثے ڈیکلیئر کر رکھے ہیں وہ مضحکہ خیز حد تک کم ہیں۔ لندن کے اتنے ٹکٹ اور ان کے طرز زندگی کو نبھانے کے لیے حد درجے ناکافی ہیں۔ جج جرنیل کیونکہ خود قوم کا اثاثہ ہوا کرتے ہیں لہٰذا ان کے اثاثوں بارے سوال کون اٹھا سکتا ہے۔ البتہ یہ خبر ضرور ہے کہ ڈی ایچ اے کراچی میں شہداء اور غریب سپاہیوں کے نام پر 14 ہزار ایکڑ کا فراڈ ہوا ہے۔ کوڑیوں کے مول زمین خرید کر 196 ارب کمائے گئے ہیں۔ ٹرانسپرنسی انٹرنیشنل نے یہ رپورٹ دی ہے۔ سندھ پولیس نے (اپنی اوقات کے مطابق) 2 ارب روپے کی کرپشن کی ہے نیب رپورٹ کے مطابق۔ خیر یہ تو روزمرہ خبریں ہیں۔ مغرب میں جیسے اولاد ناجائز ہوتی ہے اور جائز اولاد ہونا فی زمانہ خبر کا درجہ رکھتی ہے۔ اسی طرح ہمارے ہاں حکمرانوں، اشرافیہ میں دولت کا جائز ذرائع سے ہونا تو خبر بنتی ہے۔ ناجائز ہونے میں خبریت نہیں۔

ایک خبر یہ بھی ہے جو واقعی خبر کا درجہ رکھتی ہے کہ سپریم کورٹ کے فاضل جج جناب اعجاز افضل نے ایک ملزم کی ضمانت منظور کرتے ہوئے ریمارکس دیئے کہ بتایا جائے کہ قرآنی آیات والے پمفلٹ سے ریاست کس طرح متاثر ہو سکتی ہے؟ صد شکر کہ یہ سوال اٹھایا تو گیا۔ اگرچہ انہوں نے شاید اس حقیقت سے صرفِ نظر فرمایا کہ ریاست متاثر تو ہوتی ہے۔ اگرچہ وہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ ہے جو قرآنی آیات والے پمفلٹ پر لرزہ براندام ہوتی ہے۔ تاہم، ہم اسی کا ایک غیر اعلانیہ صوبہ ہیں جس میں سے ایسے ملزمان کو مجرم قرار دے کر ان کا مکّو ٹھپنا ہمارے ذمے ہے۔ خلافت راشدہ کے حوالے سے لٹریچر بھی ممنوعہ مواد قرار دے کر گرفتاریاں اسی لیے ہوتی رہی ہیں۔ شکر کا مقام تو یہ ہے کہ بانیٔ پاکستان اپنی 100 سے زائد تقاریر اسی ممنوعہ عنوان پر دے کر قبر میں جا سوئے۔ امریکہ نوازی کے اس دور میں انہیں بھی شاید بخشا نہ جاتا! ان کے تو سرہانے آخری دور میں قرآن اور سیدنا عمرؓ کی حیات مبارکہ دھری رہی۔ اسی کے خواب دیکھتے وہ بروقت جا سوئے اور ہم نے وہاں گارڈ بھی بٹھا دی۔ مبادا...... شنید ہے کہ اب پولیس کتابیں، پمفلٹ ڈال کر پکڑتی ہے جو کسی دور میں چرس ڈال کر نکالتی، پکڑتی تھی۔ باقی کسر اسمبلی سے بلڈوز کردہ سائبر بل پوری کر دے گا۔

امریکی سرکار کی ایماء پر رینڈ کارپوریشن اسلام رواج دینے کو کراچی میں عالمی صوفی کانفرنس ہوئی۔ خطاب صوفی رضا ربانی فرما رہے تھے۔ صوفے تو تھے مگر صوفی نہ تھے۔ صوفوں پر کھلے سر بیگمات اور سوٹ بوٹ والے حضرات تشریف فرما تھے۔ شاید یہ انٹرنیشنل صوفی تھے۔ یہ اصلاً لبرل سیکولر تصوف ہے۔ اسی قماش کا صوفی فیسٹیول حیدر آباد میں ہوا جس میں تصوف ہی عنقا تھا۔ لبرل پاکستان کی ہفتہ رفتہ کی تصاویر دیکھنا چاہیں تو خبر ملاحظہ ہو۔ سیکیورٹی کمپنی میں ملازمت کا جھانسہ دے کر لڑکیاں روندی گئیں۔ تصاویر، ویڈیوز بنا کر بلیک میل کی گئیں۔ سپریم کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹانے والی مظفر گڑھ کی مظلوم بچی کے پلے کیا بچا؟ اخبارات میں اچھلتے نام، خاندان کی لٹی عزت (جو این جی اوز لوٹا نہیں سکتیں)، مقدمے، کورٹ کچہری، پولیس کے آگے پیشیاں۔ ایسے معاشرتی المیے روزانہ کی بنیاد پر ہو رہے ہیں۔ مزید یہ کہ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے دوران یونیورسٹی کی طالبہ اسلام آباد میں ایک درندے کے عشق میں مبتلا ہو کر ایسی برین واش ہوئی کہ دو لڑکیوں کے ساتھ زیادتی اور قتل میں شریک کار

بنی۔ جن میں سے ایک بچی صرف 10 سال کی تھی۔ اب عمر قید اس لبرل ازم کا حاصل حصول ہے۔ لبرل بننے کا بھاری نقصان خود عورت کو عدم تحفظ کی صورت برداشت کرنا پڑتا ہے۔ مردانہ غیرت خاندان کی ہر عورت کے اخلاقی تحفظ کا ایک آہنی قلعہ ہے۔ ابلیس کو مردانہ مرد اور زنانی عورت سخت ناپسند ہے۔ مرد سے غیرت، عورت سے حیا چھین کر وہ پوری معاشرتی زندگی کے تارو پود بکھیر کر رکھ دیتا ہے۔ اللہ کے بنائے قوانین بھلا کر جاہل بوزنوں کی دنیا سے انتشار انگیز فلسفے لا کر ہم نے ملک بھر میں عورت کو غیر محفوظ کر دیا۔ مرد کو دیوث بنا دیا۔ سورۃ النور میں نازل کردہ قوانین عورت کی عزت و عصمت اور خاندان کے تحفظ کے گرد گھومتے ہیں۔ مسلم معاشرے کی قیمتی ترین متاع عورت ہے۔ سورۃ الممتحنہ میں عورتوں سے لی گئی بیعت تحفظ عصمت کے حوالے سے ہے۔ زنا، قتل اولاد اور خللِ نسب سے تحفظ کا سامان ہے۔

مغربی عورت عصمت و عفت کے تصور سے ناآشنا ہے۔ وہ مغربی معاشرے میں مال تجارت ہے، دل بہلاوا ہے، کھلونا ہے، ٹشو پیپر ہے۔ جسے بہلا پھسلا کر آزادی، مساوات، ترقی کے جھنجنے دے کر ہر میدان میں لبھانے کو لا کھڑا کیا ہے۔ وہ سیکرٹری ہے۔ چیئر گرل، ماڈل گرل، سیلز گرل، سٹار، سنگر، کال گرل ہے۔ جب تک گرل ہے اس کی وقعت ہے۔ برین واشنگ اتنی مؤثر ہے، وہ خود سے اس حد تک بیگانہ ہو چکی ہے کہ فرانس نے جسم فروشی پر رقم کی ادائیگی کو جرم قرار دے دیا۔ پول کھل گیا۔ تیس چالیس ہزار ایسی عورتیں موجود ہیں جو تمام تر آزادیٔ نسواں، معاشی ترقی کے یکساں مواقع کی دعویٰ داری کے باوجود، اپنے اس پیشے (عصمت نہیں) کے تحفظ کے لیے سراپا احتجاج ہیں: ہمیں اسی ذریعے سے کمانے دو۔ ہاں یہی ہے معاشرت کا کمال، یہ ہے لبرل ازم کی منزل۔ جب تک گرل ہے کمائے گی۔ سبز ہوں تو گلے سے لپٹے ہوں، زرد ہوں تو کہیں اماں نہ ملے۔ پھر یہ تمام تر فیس لفٹنگ اور پلاسٹک سرجریوں کے ذریعے عمر رفتہ جب واپس نہ لا پائے گی تو اولڈ ہوم کی زینت بنے گی۔ نہ نانی دادی، نہ پوتوں نواسیوں کی محبت میں گھرا پُر وقار بڑھاپا۔ لڑکھڑاتا بڑھاپا بھی بیوٹی پارلر ضرور جائے گا۔ اس کی شروعات ہمارے ہاں ہو چکی ہے۔ اکبر الٰہ آبادی کے اندیشے بلا سبب تو نہ تھے۔ اب تو عورت بھی تہذیب یافتہ ہو چلی!

ہوئے اس قدر مہذب کبھی گھر کا منہ نہ دیکھا
کٹی عمر، پارلروں، میں مرے ہسپتال جا کر!

❀❀❀

حسن انتخاب

متحدہ قومیت کا تصور اور اسلام

اوریا مقبول جان
theharferaz@yahoo.com

کیا یہ سب کے سب جو دنیا بھر سے سترہ مارچ سے بیس مارچ 2016ء تک دلی میں اکٹھا ہوئے تھے۔ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی سے آگاہ تھے۔ جنہوں نے فاتح ہند سلطان محمود غزنوی کو اپنا خرقہ عطا کیا تھا۔ جس کے بارے میں روایت ہے کہ جب ہندوستان کے تمام راجے سومنات میں اس کے مقابلے میں اکٹھے ہو کر آئے تھے تو سلطان کی افواج شکست کھانے لگیں تو محمود غزنوی نے ابوالحسن خرقانی کا خرقہ ہاتھ میں پکڑا اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے یوں التجا کی: الٰہی! بآبروے ایں خرقہ بریں کفار ظفر دہ (اے اللہ اس خرقہ کی آبرو کے صدقے مجھے ان کافروں پر فتح عطا فرما)۔ آج صوفی کانفرنس کے شرکاء نریندر مودی کے سامنے بیٹھے تھے۔ کیا یہ انہی صوفیاء کی تعلیمات کے امین ہیں جن کے دروازوں پر بادشاہ اور حکمران باریابی کے لیے درخواستیں کیا کرتے تھے۔

ابوالحسن خرقانی کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کی مجھے اپنا خرقہ پہنائیں۔ آپ نے فرمایا مجھے ایک مسئلے کا جواب دو، کیا عورت مرد کے کپڑے پہن لے تو وہ مرد ہو جاتی ہے۔ اس نے کہا نہیں، پھر فرمایا خرقہ سے کیا فائدہ۔ اگر تو مرد نہیں تو خرقہ پہننے سے مرد نہیں ہو سکتا۔ اقبال آج سے ایک سو سال پہلے نوحہ کناں تھا۔

قم باذن اللہ کہنے والے رخصت ہو گئے
اب مزاروں پر مجاور رہ گئے یا گورکن

قاہرہ سے بغداد اور لاہور سے اجمیر تک کے صوفی تعلیمات کے علمبردار وہاں جمع تھے۔ ان کا اہتمام وانصرام سرکاری سرپرستی میں قائم آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ نے کیا تھا اور مقررین میں آپ کو وہ سارے چہرے بھی نظر آئیں گے جنھیں امن کا سفیر قرار دیا گیا ہے۔

حیرت کی بات ہے کہ اسلام اور صوفیاء کی تعلیمات کے عالمی ماہرین وہ غیر مسلم بھی ہیں جن کی زندگیاں اسلام کے تصورات کو کانٹ چھانٹ کر مغرب کے سانچے میں فٹ کرنے میں گزریں۔ اس صوفی کانفرنس میں ایسے کئی تھے جنہوں نے اپنے خیالات عالیہ حاضرین کو ذہن نشین کرائے۔

ان عظیم صوفی اسکالروں میں کارل ارنسٹ Carl Ernest تھا جو نارتھ کیرولینا یونیورسٹی میں اسلامک اسٹڈیز کا پروفیسر ہے اور اپنی ایک کتاب کی وجہ سے مشہور ہے جس کا نام ہے Re- thinking Islam in Contemporary World. یعنی موجودہ دور میں اسلام کے بارے میں ازسرنو سوچنا۔ مقررین میں ڈاکٹر والٹر اینڈرسن Walter Anderson تھا جو امریکا کے محکمہ خارجہ میں جنوبی ایشیا کا مشیر رہا ہے اور بھارت میں امریکی سفیر کا مشیر خاص بھی رہا ہے۔ یہ بھی اسلام کی اپنی ایک تعبیر کے حوالے سے مشہور ہے۔ صوفی علم کا ایک اور ماہر ڈاکٹر ایلن گوڈلز Alan Godls تھا جو امریکا میں ایک خوبصورت مقرر کے طور پر جانا جاتا ہے اور جسے امریکا کا دفتر خارجہ دنیا بھر کے ممالک میں اسلام کی تعلیمات سمجھانے کے لیے خاص طور پر بھجواتا ہے۔ ان سب کے ساتھ ساتھ پاکستان سے ڈاکٹر طاہر القادری تھے کہ مغرب کے محبوب مفکروں میں ان کا بھی شمار ہوتا ہے۔

بیس مارچ کو اس صوفی کانفرنس کا اعلامیہ پڑھ کر سنایا گیا۔ اس میں کل پچیس تجاویز، اعلانات اور مطالبات تھے۔ جس لمحے اس کانفرنس نے اعلامیہ میں یہ اعلان کیا ہو گا کہ ہم متحدہ قومیت کی تائید وتوثیق کرتے ہیں تو یقیناً ان تمام مشائخ عظام کی ارواح اپنی قبروں میں کانپ اٹھی ہوں گی جو پاکستان اور مسلم لیگ کی تحریک کا ہراول دستہ تھے۔

جنہوں نے یہ اعلان اپنے روحانی فیض کی بنیاد پر کیا تھا کہ برصغیر پاک وہند میں صرف دو قومیں آباد ہیں اور وہ ہندو اور مسلمان ہیں یا مسلمان اور غیر مسلم۔ وہ جن کے آباء واجداد پاکستان کو سید الانبیاء ﷺ کے روحانی فیض کا امین تصور کرتے تھے اور اس کی تخلیق کو ایک روحانی معجزہ

قرار دیتے تھے ان کے آستانوں پر فروکش حضرات آج متحدہ قومیت کی بات کر رہے تھے۔ پاکستان، دوقومی نظریہ یا تحریک پاکستان کی بحث کو ایک جانب رکھ دیں، کیا کبھی اہل تصوف نے اپنی کئی صدیوں پر محیط روایت میں حکومت وقت، بادشاہ یا اس کے حواریوں سے کوئی مطالبہ کیا۔ کیا استغنا ان کی شان نہ تھی۔ کیا توکل ان کا سرمایہ نہ تھا۔ حضرت جنید بغدادیؒ سے کسی نے سوال کیا کہ تصوف کیا ہے۔ فرمایا توکل ہی تصوف ہے۔ یعنی جو اللہ پر توکل یا بھروسا کر لیتا ہے تو پھر وہ دنیا کی ہر طاقت وقوت سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اقبال نے کہا تھا

ہر کہ رمز مصطفیٰ ﷺ فہمیدہ است
شرک را در خوف مضمر دیدہ است

یعنی جس نے سیدالانبیا ﷺ کی رمز پہچان لی۔ اس کے نزدیک دنیا کے کسی معمولی سے حاکم سے ڈرنا یا اس کا خوف رکھنا بھی شرک محسوس ہوتا ہے۔ وہ ان سے توقع رکھنے کو بھی شرک تصور کرتا ہے اور یہی چودہ سو سال سے ہمارے صوفیاء کی روش رہی ہے۔ کیا بیتی ہوگی ان افتادگان خاک کی ارواح پر جو بغداد، اجمیر، دلی اور لاہور میں آسودہ خاک ہیں۔ جب اعلامیہ میں یہ نکتہ پڑھ کر سنایا گیا ہوگا کہ ہم دنیا کی تمام حکومتوں سے بالعموم اور حکومت ہند سے بالخصوص مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ احیائے تصوف اور فروغ تصوف کے لیے ہر ممکن تعاون کرے۔

اس کانفرنس کے بعد ڈاکٹر طاہر القادری نے اپنے ایک ٹیلی ویژن انٹرویو میں کہا کہ وطن سے محبت اسلام کا مقصود ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری کے مقابلے میں اسدالدین اویسی نے کہا کہ میں بھارت ماتا کی جے اس لیے نہیں کہوں گا کہ یہ بھارت ماتا ایک دیوی ہے جس کے مندر ہردوار اور بنارس میں موجود ہیں اور ہندوؤں کے ہاں وندے ماترم یا بھارت ماتا کی جے کہنا ایک مذہبی ذمے داری ہے۔ اسلام کسی دیوی دیوتا کی جے یا اس کی پوجا نہیں مانتا۔ طاہر القادری صاحب اور وہ تمام حضرات جو اس صوفی کانفرنس میں شریک تھے ان کے نزدیک علامہ اقبال تو ان ناسمجھوں کے سرخیل ہو گئے جو کہتے ہیں

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے
یہ بت کہ تراشیدہ تہذیب نوی ہے
غارت گر کاشانہ دین نبوی ہے

قرآن حکیم میں مجھے تو وطن کی وفاداری اور پرستش نام کی کوئی ایک بھی آیت نظر نہ آئی اور نہ ہی متحدہ قومیت کے حق میں اللہ نے کوئی حکم نازل کیا۔ بلکہ اللہ تو پوری کائنات کو دو قومی نظریے کے تحت دو گروہوں میں تقسیم کرتا ہے۔ حزب اللہ (اللہ کے دھڑے کے لوگ) اور حزب الشیاطین (شیطانوں کے دھڑے کے لوگ)۔ قرآن کے بعد رسول اللہ ﷺ کی سنت مطہرہ تو ایسی واضح ہے کہ آپ ﷺ پر اگر اپنی جائے پیدائش اللہ کے دین کی ترویج کے لیے تنگ ہو جاتی ہے تو آپ ﷺ اسے چھوڑ کر مدینہ ہجرت کر جاتے ہیں۔

خود رسول اللہ ﷺ کی ذات کے لیے تو وہ شہر اور اس کے باسی مشکلات پیدا نہیں کر رہے تھے۔ تمام سرداران مکہ تو آپ ﷺ کو جمہوری طور پر مکہ کا مشترکہ سردار ماننے کو بھی تیار ہو گئے تھے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر چاند اور دوسرے پر سورج رکھ دیں تو پھر بھی میں اس دین سے پیچھے نہیں ہٹوں گا کہ یہ میرا منصب رسالت ہے اور پھر آپ نے اپنے عمل سے ثابت کیا کہ جو شہر ان کے دین کے لیے ممد ومعاون اور حامی ومددگار بن گیا کہ وہی ان کا مستقل وطن بن گیا اور آج بھی مدینہ طیبہ آنکھوں کی ٹھنڈک اور دلوں کی راحت ہے۔ کاش! یہ لوگ ان احادیث پر غور کرتے۔ میرے آقا نے تو مشرکین کے ساتھ مستقل رہائش اختیار کرنے والوں سے بیزاری کا اظہار کیا ہے۔ فرمایا میں ہر اس مسلمان سے بری ہوں جو مشرکین کے درمیان رہائش اختیار کرے۔ (ابوداؤد)

جو شخص کسی قوم کی تعداد میں اضافہ کا سبب بنا تو روز محشر وہ انہی میں سے اٹھایا جائے گا۔ (مسند الفردوس) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے کافروں کے علاقے میں گھر تعمیر کیا، ان کی مشابہت اختیار کی، روز محشر اس کا حشر ان کے ساتھ ہوگا۔ (اقتضا الصراط مستقیم)۔ برصغیر تقسیم ہوا تو مغربی پاکستان کی آبادی تین کروڑ تھی آج بیس کروڑ ہے۔ آج اللہ اس سرزمین پاکستان سے بیس کروڑ کو رزق دیتا ہے۔ بھارت میں رہ جانے والے ڈیڑھ کروڑ مسلمان تھے۔ شاید انھیں اندازہ ہی نہ تھا کہ پاکستان ہجرت کرنے پر اللہ انھیں رزق دے گا۔ آج وہ اسی ترک سنت کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ کوئی ان کی حالت زار تو دیکھے۔ صوفی کانفرنس میں کوئی ان کی محرومی اور ذلت کا اندازہ تو کرے۔

❁❁❁

دعائے صحت کی اپیل

☆ بہاولپور کے رفیق رانا محمد فیاض بیمار ہیں۔

☆ حلقہ جنوبی پنجاب کے منفرد رفیق جناب حسین بخش عرصہ دراز سے صاحب فراش ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ

"3/B پروفیسرز ہاؤسنگ سوسائٹی، شکارپور روڈ، سکھر" میں

امراء ونقباء تربیتی ومشاورتی اجتماع

6 تا 8 مئی 2016ء

(بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ امراء ونقباء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 071-5807281 / 0300-9367442

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 36316638-36366638(042)

راہِ نجات

محمد یونس جنجوعہ

دنیا میں ہر انسان آزمائش میں ہے۔ دنیا کی زندگی کے خاتمے پر ہر شخص کو دوسری زندگی کا آغاز کرنا ہے۔ جو شخص آزمائش میں پورا اترا اس کے لیے بے حد وحساب نعمتیں اور انتہائی خوش حال ابدی زندگی ہوگی۔ اس کے برعکس جس نے دنیوی زندگی غفلت، بدعملی اور ظلم وفساد میں گزاری اُس کو ناقابل برداشت اذیتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔

دنیا کی زندگی جو سراسر امتحان ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ اُسے کس انداز سے بسر کیا جائے کہ انسان حقیقی اور ابدی کامیابی سے ہمکنار ہو سکے اور آخرت کے نوع درنوع عذابوں سے بچ سکے؟ خالق کائنات نے اول تو ہر انسان میں اچھائی اور برائی کا شعور ودیعت کر دیا ہے۔ بالفاظ قرآن حکیم ''اللہ نے ہر شخص کو اُس کی برائی اور اچھائی کی پہچان سمجھا دی ہے۔'' (الشمس:8) چونکہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے اور پھر شیطان اُس کو پوری مہارت کے ساتھ غلط روی پر اکساتا ہے۔ اس لیے جہاں نفسانی خواہشات اُسے فوری اور نقد مفاد کے حصول پر آمادہ کرتی ہیں، وہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں کو نبی اور رسول بنا کر بھیجا تا کہ وہ لوگوں کو اللہ کی اطاعت کی ترغیب دیں اور نافرمانی سے بچنے کی تلقین کریں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس قدر انتظام کر دینے کے باوجود بھی جو لوگ شیطان اور نفس کی پیروی میں لگے رہیں گے اُن کی زندگی سراسر خسارے کی زندگی ہوگی۔ وہ ناکام اور نامراد ہوں گے اور ابدی زندگی میں ذلیل وخوار کرنے والے عذاب میں گرفتار ہوں گے۔

ہر انسان کی عمر کے ماہ وسال بلکہ دن اور رات کا ایک ایک لمحہ نہایت قیمتی ہے یہ تیاری کا وقفہ ہے جو موت کے ساتھ ختم ہو جائے گا۔ جب مدت عمر ختم ہو جائے گی تو پھر ایک لمحے کی بھی مہلت نہیں دی جائے گی۔ بلکہ انسان کا تعلق دارالعمل سے ٹوٹ جائے گا اور برزخ کی زندگی شروع ہو جائے گی۔ جو اُخروی زندگی کی تمہید ہوگی یعنی نافرمان قیامت تک اذیت میں رہیں گے۔ جبکہ فرماں بردار سکھ اور آرام پائیں گے۔ جس دن قیامت قائم ہوگی وہ فیصلے کا دن ہوگا۔ اب نیکوکار جنت میں جائیں گے اور نافرمان دوزخ کی آگ میں جلیں گے۔

سوال یہ ہے کہ دنیا کی زندگی کس طرح گزاری جائے کہ انسان حقیقی کامیابی حاصل کر کے دوزخ کے عذاب سے بچ جائے؟ رسول اللہ ﷺ اللہ کے آخری رسول ہیں۔ آپؐ کے بعد کوئی رسول یا نبی نہیں ہے۔ آپؐ کی زندگی کو اللہ تعالیٰ نے تمام نوع انسان کے لیے ماڈل قرار دیا ہے۔ بالفاظ قرآن ''بے شک رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔'' (الاحزاب:21)

یہی وجہ ہے کہ آپؐ کی زندگی کے تمام اعمال پوری جزئیات کے ساتھ محفوظ ہیں اور افراد اُمت کو دعوت عمل دے رہے ہیں قرآن میں ہے۔ ''جو کچھ تمہیں رسول دیں وہ لے لو اور جس چیز سے روکیں اس سے رک جاؤ'' (سورۃ الحشر:7)

پس آپؐ کی پیروی میں کیے ہوئے اعمال مقبول ہوں گے اور آپ کی نافرنی کے کام مردود و نامقبول ہوں گے۔ ''حضرت مالک بن انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمہارے لیے دو چیزیں چھوڑی ہیں۔ تم جب تک ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہو گے کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ وہ ہیں کتاب اللہ اور اس کے رسولؐ کی سنت۔'' (موطا امام مالک)

پس اہل ایمان کے لیے یہ معلوم کرنا چنداں مشکل نہیں کہ کون سا کام کرنے کا ہے اور کون سا رکنے کا۔ قرآن مجید میں نیکی کے کاموں کی تلقین کی گئی ہے اور برائی کے کاموں سے رکنے کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآن مجید کے اوامر ونواہی کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے عمل سے واضح کر دیا۔ جب حضرت اُم المومنین ؓ سے آپؐ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا، اُن کا اخلاق تو قرآن ہی ہے۔'' ''حضرت عرباض بن ساریہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی۔ پھر آپؐ ہم لوگوں کی طرف متوجہ ہو گئے اور ہماری طرف رخ فرما لیا اور ایسا موثر وعظ فرمایا کہ اس کے اثر سے آنکھیں بہہ پڑیں اور دل خوفزدہ ہو کر دھڑکنے لگے تو ہم میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ تو گویا ایسا وعظ ہے جیسے الوداع کہنے والے اور رخصت ہونے والے کا وعظ ہوتا ہے (پس اگر ایسی بات ہے) تو پھر آپؐ ہم کو (ضروری امور کی) وصیت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں تم کو وصیت کرتا ہوں اللہ سے ڈرتے رہنے اور اس کی نافرمانی سے بچتے رہنے کی اور اولوالامر (خلیفہ یا امیر) کا حکم سننے اور ماننے کی اگرچہ وہ کوئی حبشی غلام ہی ہو، اس لیے کہ تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہے گا، وہ بڑے اختلافات دیکھے گا (تو ایسی حالت میں) تم اپنے اوپر لازم کر لینا میرے طریقے اور میرے خلفائے راشدین کے طریقے کی پیروی و پابندی اور مضبوطی سے اس کو تھام لینا اور دانتوں سے پکڑ لینا اور (دین میں) نئی نکالی ہوئی باتوں سے اپنے کو الگ رکھنا، اس لیے کہ دین میں نئی نکالی ہوئی ہر بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔'' (احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ) پس محفوظ ترین طریقہ یہ ہے کہ تمام کاموں میں آپؐ کی پیروی کی جائے۔

قرآن مجید میں ہے۔ ''اللہ کی اطاعت کرو۔ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔'' (آل عمران:32) چونکہ اللہ تعالیٰ کے تو بس احکام ہیں اُن کا عملی نمونہ تو رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے کام ہیں۔ اس لیے قرآن میں بتا دیا گیا کہ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔'' (النساء:80)

انسانی زندگی میں طرح طرح کے مسائل درپیش ہوتے ہیں۔ اُن میں سے بعض مسائل کا حل قرآن میں نہیں اور نہ ہی اُسوہ حسنہ سے ان کے بارے میں راہ نمائی ملتی ہے۔ ایسی صورت میں آپ کا یہ فرمان ہماری مشکل دور کر دیتا ہے کہ'' تمہارے لیے لازم ہے کہ تم میرا طریقہ اختیار کرو اور میرے راست رو خلفاء کا طریقہ اختیار کرو۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤ، ابن ماجہ)

پس اجماع صحابہؓ کو بھی سند کا درجہ حاصل ہو گیا اگر اس سٹیج پر بھی کوئی مسئلہ حل نہ ہو تو پھر امت کے علماء جنہیں قرآن وسنت کا خصوصی علم دیا گیا ہے، وہ قرآن وحدیث کی روشنی میں ایسے مسئلہ کا حل بتائیں گے اور وہ افراد اُمت کے لیے قابل قبول اور واجب العمل ہو جائے گا۔

مگر خود سے دین کے اندر کوئی نئی چیز ایجاد کر لینے کی کسی کو اجازت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے مبارک عہد میں نکاح

بھی ہوتے تھے۔ بچے پیدا بھی ہوتے تھے۔ لوگ فوت بھی ہوتے تھے جن کا کفن دفن بھی ہوتا تھا۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے تہوار بھی منائے جاتے تھے۔ بس یہ کام جیسے اس وقت ہوئے اُسی طرح کرنا مسنون ہیں۔ اہل علم جانتے ہیں کہ شادی بیاہ یا کفن دفن وغیرہ کا جو انداز عہد نبوی میں تھا وہی خلفائے راشدین کے دور میں رہا۔ آج اس معاملے میں ہمیں جو طرح طرح کی عجیب و غریب رسمیں مسلمانوں میں نظر آ رہی ہیں ان کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ سراسر بدعات ہیں اور بدعات کی تو اسلام میں ذرا بھی گنجائش نہیں۔ شادی بیاہ یا مرگ کے موقع پر مسنون کاموں کے علاوہ جو کام بھی کیے جاتے ہیں وہ فضول، بے فائدہ بلکہ نقصان کا باعث ہیں۔ کیونکہ ان معاملات میں بہترین طریقہ وہی ہے جو سنت رسول اور سنت صحابہؓ سے ثابت ہے۔ اسی لیے بدعات کی شناعت بیان کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا کہ سب سے اچھی بات کتاب اللہ ہے اور سب سے بہتر طریقہ محمدؐ کا طریقہ ہے۔ اور بدترین امور وہ ہیں جو دین میں ایجاد کر لیے جائیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (صحیح مسلم)

صاف ظاہر ہے کہ جب دین مکمل ہو چکا تو اب اس میں کسی طرح کے اضافے کی کوئی گنجائش نہیں، مذکورہ حدیث کے مطابق اب بہترین طریقہ رسول اللہ ﷺ کا ہی ہے۔ اس میں اضافہ کرنا۔ رسول اللہ ﷺ سے آگے بڑھنے کی جسارت ہے۔ دین کی تمام باتیں ہم تک پہنچ چکی ہیں ہمارے لیے تو نجات کی راہ بس یہی ہے کہ ہم اپنے تمام کاموں میں مسنون انداز اختیار کریں اور کسی قسم کی بدعت کے قریب نہ جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کسی نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی بات ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے تو اس کی وہ بات مسترد ہے۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)۔ یہی وجہ ہے کہ تابعین، تبع تابعین، معروف محدثین اور فقہ کے کسی امام نے دین میں کوئی نئی چیز نہیں نکالی اور نہ ہی کسی نئی چیز کی تائید کی بلکہ انہوں نے خود اسوہ حسنہ اور طریق صحابہ پر عمل کرنے میں ہی عافیت سمجھی۔ یہ تو علمائے سوء ہیں جنہوں نے سیدھے سادے مسلمانوں کو دھوکے میں رکھا اور عوام کی دل پسند رسومات و بدعات کی تائید کر کے مادی فوائد (جنہیں قرآن میں ثمناً قلیلاً کہا گیا ہے) حاصل کیے اور کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو توفیق دے کہ وہ مسنون اعمال پر اکتفا کرے اور بدعات سے دور رہے۔

❁❁❁

بدترین لوگ

حافظ ابوبکر اسماعیل

دو غلہ پن رکھنا منافق کا کام ہے بلکہ منافق کہا ہی اسے جاتا ہے جو دو چہروں والا ہو۔ منافقین کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اور یہ لوگ جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب اپنے شیطانوں کے پاس جاتے ہیں تو (ان سے) کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم تو ان سے صرف مذاق کرتے ہیں۔" (البقرۃ:14)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لوگوں میں سب سے زیادہ بدترین 'دو چہروں والا شخص' ہے جو ان کے پاس ایک چہرہ لے کر آتا ہے اور ان کے پاس دوسرا چہرہ لے کر جاتا ہے۔" (صحیح بخاری)

منافق عموماً چغلی، غیبت، دھوکہ دہی اور کئی اس طرح کے اعمال بد کا شکار ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ دنیا و آخرت تباہ کر بیٹھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی حالت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"بیچ میں پڑے لٹک رہے ہیں نہ ان کی طرف (ہوتے ہیں) نہ اُن کی طرف اور جس کو اللہ تعالیٰ بھٹکائے تو تم اُس کے لیے کبھی بھی رستہ نہ پاؤ گے۔" (النساء:143)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"منافق کی مثال اس بکری کی طرح ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان (جفتی کے لیے نر کی تلاش میں) حیران پھرتی ہے کبھی اس ریوڑ کی طرف آتی ہے اور کبھی اس ریوڑ کی طرف جاتی ہے، وہ نہیں جانتی کہ ان دونوں میں سے کس کے پیچھے جائے۔" (صحیح مسلم)

اور یہ لوگ بدترین انجام سے دوچار ہوں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"کچھ شک نہیں کہ منافق لوگ دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے اور تم اُن کا کسی کو مددگار نہ پاؤ گے۔" (النساء:145)

فضول گفتگو کرنے والے بدترین لوگ

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

میرے نزدیک سب سے زیادہ ناپسند اور روز قیامت سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو فضول گفتگو کرتے ہیں، منہ پھاڑ کر اونچی اونچی بولتے ہیں اور تکبرانہ انداز کی گفتگو کرتے ہیں۔" (جامع الترمذی)

مسلمان یہ بات بھول گیا ہے کہ اس کی قینچی کی طرح چلتی زبان، بلاوجہ اور بلاتھکان بولنے، چلا چلا کر اور فضول گفتگو کرنے سے اللہ تعالیٰ کس قدر ناراض ہوتے ہیں اور ایسا بندہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو آواز دیتا ہے۔ یہی وہ وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث کے مطابق صبح اٹھتے ہی جسم کے تمام اعضاء زبان سے فریاد کرتے ہیں کہ وہ راہ راست پر رہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"جب آدم کا بیٹا صبح بیدار ہوتا ہے تو اس کے جسم کے تمام اعضاء زبان سے عاجزی کے ساتھ گزارش کرتے ہیں، ہمارے معاملے میں اللہ سے ڈرنا، ہماری باگ ڈور تیرے ہاتھ میں ہے، اگر تو سیدھی رہے گی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے، اور اگر تجھ میں کوئی کجی آ گئی تو ہم سب ٹیڑھے ہو جائیں گے۔" (صحیح البخاری)

مذکورہ بالا حدیث ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ ہم اپنی زبان کو کنٹرول میں نہیں رکھیں گے تو اس کی وجہ سے باقی جسم کو بھی تکلیف اٹھانا پڑے گی۔

میرے بھائیو! بے فائدہ اور بہت زیادہ گفتگو، غیبت، چغلی، جھوٹ، الزام تراشی، بدکلامی، گالی گلوچ تک پہنچا دیتی ہے، کیا آپ کے خیال میں یہ گناہ نہیں؟ پھر لایعنی گفتگو تمہیں اپنے عیبوں پر پردہ پوشی، دوسروں پر تہمتیں لگانے اور انہیں خواہ مخواہ میں ملامت کرنے پر اکساتی ہے۔ کیا یہ باتیں ہماری سمجھ سے بالاتر ہیں؟

بدترین لوگ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

چار آدمیوں کو اللہ تعالیٰ انتہائی ناپسند کرتا ہے اور ان سے ناراض ہے۔

1 بہت زیادہ قسمیں کھا کر سودا بیچنے والا
2 غریب ہو کر تکبر کرنے والا
3 بوڑھا ہو کر زنا کرنے والا اور
4 ظالم حکمران

ایک دوسری روایت میں اس کی وضاحت کچھ اس طرح ہے۔ حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن تین شخص ایسے ہوں گے جن سے اللہ نہ تو کلام فرمائیں گے نہ ان کی طرف (نظر رحمت سے) دیکھیں گے اور نہ انہیں (گناہوں سے) پاک کریں گے۔ ان کے لیے دردناک عذاب ہو گا۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہی فرمایا: میں نے عرض کیا یہ لوگ ذلیل و خوار ہو گئے۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ کون ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

''ٹخنوں سے نیچے شلوار، تہبند لٹکانے والا، احسان جتلانے والا، جھوٹی قسم اٹھا کر اپنا سامان بیچنے والا۔'' (ابوداؤد)

حضرت سلمان ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی طرف قیامت کے دن نظر رحمت نہیں فرمائیں گے۔

''بوڑھا بدکار اور فقیر متکبر اور ایسا شخص جسے اللہ تعالیٰ نے سامان دے رکھا ہے اور وہ اسے نہیں خریدتا مگر قسم کے ساتھ اور نہ ہی اسے بیچتا ہے مگر صرف قسم کے ساتھ ہی۔'' (صحیح الترغیب)

خدا کی بدترین مخلوق

حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ جب رسول کریم ﷺ بیمار ہوئے تو آپ ﷺ کی ازواج میں سے بعض نے ایک کنیسہ کا ذکر کیا جس کو ماریہ کہا جاتا تھا کنیسہ یہود و نصاریٰ کی عبادت گاہ کو کہتے ہیں، اسی کے بارے میں حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ کی بیماری میں آپ ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی اور ازواج مطہرات آپ ﷺ کی دل بستگی کے لیے باتوں میں مشغول تھیں کہ بعض ازواج مطہرات (یعنی ام سلمہؓ اور ام حبیبہؓ نے کنیسہ کا ذکر کیا جس کو انہوں نے ملک حبشہ میں دیکھا تھا اور آپ ﷺ کی وہ ازواج مطہرات یعنی ام سلمہ ؓ اور ام ؓ حبیبہ حبشہ جا چکی تھیں جہاں کے لوگ عیسائیت کے پیروکار تھے) چنانچہ ان دونوں نے کنیسہ کی خوبصورتی اور اس میں بنی ہوئی تصویروں کا ذکر کیا، آنحضرت ﷺ نے یہ تذکرہ سن کر اپنا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا:

''کہ وہ لوگ (یعنی حبشہ والے یا نصاریٰ ایسا کرتے ہیں کہ) جب ان میں سے کوئی نیک و صالح آدمی مر جاتا ہے تو وہ اس کی قبر پر عبادت گاہ بنا لیتے ہیں (جس کو کنیسہ کہا جاتا ہے) اور اس کنیسہ میں (اپنے نیک و صالح لوگوں کی) یہ تصاویر بناتے ہیں۔ وہ لوگ (حقیقت میں) خدا کی بدترین مخلوق ہیں۔'' (بخاری)

معلوم ہوا کہ قبروں پر عبادت گاہ بنانے اور ان قبروں کی طرف منہ کر کے عبادت کرنے کی وجہ سے وہ خدا کی بدترین مخلوق میں شمار کیے جاتے ہیں۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''یہود کو حجاز سے نکال دو اور اہل نجران کو جزیرہ عرب سے نکال دو اور جان لو کہ لوگوں میں سے سب سے برا شخص وہ ہے جس نے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا۔'' (صحیح جامع الصغیر)

❁ ❁ ❁

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

- از روئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
- ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
- نیکی تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط و کتابت کورسز سے فائدہ اٹھائیے:

(1) قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس
(2) عربی گرامر کورس (I، II، III)
(3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس
(مع جوابی لفافہ)
کے لئے رابطہ:

شعبہ خط و کتابت کورسز
قرآن اکیڈمی 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-35869501
E-mail: distancelearning@tanzeem.org

معزز صارف!

محکمہ ڈاک 1892 سے لے کر آج تک اس خطے میں آپ کی خدمت کے لیے کوشاں ہے۔ ماضی میں ہر مشکل وقت میں محکمہ ڈاک نے عوام الناس کی بے پناہ خدمت کی ہے اور اُسی جذبہ کو برقرار رکھتے ہوئے ہم آپ کی مزید خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ موجودہ دور میں محکمہ ڈاک کو بڑے چیلنجز کا سامنا ہے۔ اس تناظر میں محکمہ ڈاک نے آپ کی خدمت کے لیے اپنا دائرہ کار وسیع کیا ہے۔ اب آپ:-

- بجلی، گیس، پانی اور ٹیلی فون کے بل اپنے قریب ترین ڈاکخانہ میں جمع کرا سکتے ہیں۔
- اپنے پیاروں کے بیرونِ ملک سے بھیجے گئے پیسے ویسٹرن یونین کے ذریعے مقرر کردہ ڈاکخانوں سے وصول کیے جا سکتے ہیں۔
- رقم کی منتقلی اب برقی اور فلیکس منی آرڈر کے ذریعے فوری طور پر ممکن ہے۔
- ارجنٹ میل سروس کے ذریعے اپنی ڈاک پورے ملک میں پہنچائیں۔
- وی، پی، پارسل، لیٹر کے ذریعے اپنے کاروبار کو مزید مستحکم کر سکتے ہیں۔

آپ سے التماس ہے کہ آپ قریب ترین ڈاکخانہ میں تشریف لا کر خدمت کا موقع دیں۔
شکایات کے ازالے کے لیے مندرجہ ذیل فون نمبرز پر صبح 9:00 بجے سے شام 8:00 بجے تک رابطہ کر سکتے ہیں۔

Ph:042-99210971 042-99239794
Cell:0321-6772525 0335-6161400
Fax:042-99211323
Email: ccpmgpunjab@yahoo.com

آپ کے تعاون کے لیے شکر گزار
محکمہ ڈاک

زمانہ گواہ ہے

حکمران فیملی کی تضاد بیانیاں اور دعوؤں کے برعکس دستاویزی ثبوت ان کے خلاف سب سے بڑی گواہی بن چکے: ایوب بیگ مرزا

ریاست کے چاروں ستون نہیں چاہتے کہ قوم کا پیسہ باہر جانے سے روکا جائے۔ اس لیے کہ چاروں ستونوں کے طاقتور طبقے کا پیسہ باہر ہے: ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی

عوام بھوک سے مر رہے ہیں اور حکمران قوم کا پیسہ لوٹ کر آف شور کمپنیاں بنانے میں مصروف ہیں: خالد محمود عباسی

میزبان: وسیم احمد

پانامہ لیکس کے موضوع پر حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

سوال: پانامہ پیپرز کے منظر عام پر آنے کے بعد عمران خان سمیت دوسری اپوزیشن جماعتیں بھی وزیر اعظم کے خلاف تحریک چلانا چاہ رہی ہیں۔ Impeachment کی اس تحریک میں اپوزیشن جماعتوں کے پاس Material Evidence کیا ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: یہ جو ہر طرف گھبراہٹ کا عالم طاری ہے۔ یہ Material Evidence ہی ہے۔ حکمران فیملی کی تضاد بیانیاں اور دعوؤں کے برعکس سامنے آنے والے دستاویزی ثبوت ان کے خلاف سب سے بڑی گواہی بن چکے ہیں۔ وزیر اعظم صاحب کے صاحبزادے حسین نواز نے چند روز پہلے اعتراف کیا تھا کہ ان کی 4 آف شور کمپنیاں ہیں لیکن اس کا تعلق صرف میرے اور میرے بھائی حسن نواز کے ساتھ ہے، مریم نواز اور میرے والد کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن ان کی یہ بات دستاویزات کی رو سے غلط ثابت ہوئی۔ اگر آپ ورلڈ بنک کی ویب سائیٹ پر جائیں تو وہاں آپ کو Chandron اور Shamrock Corp. Jersey Pvt. Ltd. نام کی دو شیل کمپنیاں ملیں گی۔ جن کا Node-no. بھی درج ہے اور اُس کے سامنے Case Name نواز شریف لکھا ہے۔ پھر وہاں B.O. (Beneficiary Owner) کے سامنے بھی نواز شریف کا نام لکھا ہوا ہے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ آف شور کمپنیوں میں جو پیسہ لگا ہوا ہے وہ کہاں سے آیا تو ان کا جواب تھا کہ ہم نے جدہ میں اپنی لوہے کی مل بیچی تھی، اس سے جو سرمایہ حاصل ہوا وہ ہم نے سعودیہ سے لندن شفٹ کیا، پاکستان سے کوئی منی لانڈرنگ نہیں ہوئی۔ جبکہ دستاویزات سے ثابت ہوا کہ یہ ادائیگی 1996ء میں سوئٹزر لینڈ کے ایک بنک (Banque Paribus en Suisse) سے ہوئی ہے۔ انہی کمپنیوں سے لندن میں 4 مے فیئر فلیٹس خریدے گئے۔ بقول حسین نواز یہ 2006ء میں خریدے گئے جبکہ انہی کے ایک وزیر صدیق الفاروق کہتے ہیں کہ میں 1996ء میں ان فلیٹس میں رہ کر آیا ہوں اور وہ نواز شریف کی ملکیت ہیں اور اب تو وزیر داخلہ نے اسمبلی میں کھڑے ہو کر کہہ دیا ہے کہ چاروں فلیٹس 1996ء سے شریف فیملی کی ملکیت ہیں اور انہوں نے کبھی اس سے

مرتب: محمد رفیق چودھری

انکار نہیں کیا۔ دوسری طرف الیکشن کمیشن کے کاغذات میں نواز شریف حلفیہ کہتے ہیں کہ میری ملک سے باہر کوئی جائیداد نہیں ہے۔ تو یہ بڑی واضح Contradiction ہے۔ لہٰذا اس سے زیادہ ان کے خلاف Material Evidence اور کیا ہو سکتا ہے۔ یہ تمام دستاویزات اب تو ٹی وی چینلز پر بھی دکھا دی گئی ہیں۔ جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ پاکستان میں قانون کی خلاف ورزی کیسے ہوئی؟ تو اگر یہ پیسہ سعودیہ سے نہیں گیا تو حکمران فیملی وہ بینک ٹرانزیکشن دکھائے جس کے تحت لندن پیسے بھیجے گئے لیکن شریف فیملی بذریعہ بینک ایسی کوئی ٹرانزیکشن دکھانے میں ابھی تک ناکام ہے۔

سوال: پانامہ لیکس میں پاکستان کے بڑے بڑے صنعتکاروں، تاجروں اور میڈیا مالکان سمیت 250 افراد کے نام ہیں مگر اپوزیشن کا ٹارگٹ صرف حکمران فیملی کیوں ہے؟ بقیہ 249 ناموں کا ذکر کیوں نہیں ہو رہا؟

ایوب بیگ مرزا: وسیم صاحب! یہ تو بڑی ظاہری بات ہے کہ ایک جرم اگر راہ گیر یا Unknown آدمی بھی کرتا ہے تو وہ بھی جرم ہے، سزا اسے بھی ملنی چاہیے۔ جب کوئی کمیشن قائم ہوگا اور اس کے تحت جب آڈٹ کمپنیاں کام کریں گی تو ظاہر ہے وہ سب کے خلاف تحقیقات کریں گی۔ نواز شریف فیملی کی چار کمپنیوں کے نام آئے ہیں جبکہ ان کی مزید دو کمپنیوں کا بھی ذکر آ رہا ہے جو ابھی تک Confirm نہیں ہیں۔ لیکن سلیم سیف اللہ کی 34 آف شور کمپنیاں ہیں، اسی طرح رحمان ملک سمیت پانامہ پیپرز میں آنے والی سب آف شور کمپنیوں کا آڈٹ ہونا چاہیے۔

سوال: وزیر اعظم اگر اپوزیشن جماعتوں کی مرضی کے مطابق ’’ہائی پاورڈ کمیشن‘‘ بنا کر اپنے آپ کو احتساب کے لیے پیش کر دیتے ہیں تو کیا یہ اپوزیشن جماعتوں کے لیے acceptable نہیں ہونا چاہیے؟

ایوب بیگ مرزا: ظاہر ہے کہ اگر اپوزیشن کی خواہش کے مطابق چیف جسٹس کی سربراہی میں جوڈیشل کمیشن بنا دیا جائے جس میں آڈٹ کمپنی اور فرانزک رپورٹ کی شرائط بھی پوری ہو جائیں تو اپوزیشن اسے کیوں قبول نہیں کرے گی؟ البتہ ہمارے ہاں ہوتا یہ ہے کہ اکثر ایسے کمیشنز کے فیصلے ایسے مبہم آتے ہیں کہ ماننے والے بھی ’’میں نہ مانوں‘‘ والی کیفیت اختیار کر لیتے ہیں۔ لیکن اگر فیصلہ واضح اور دوٹوک ہو تو پھر یقیناً اپوزیشن کو ماننا پڑے گا۔ اگر نہیں مانیں گے تو عوام انہیں مسترد کر دیں گے۔

سوال: جن ممالک میں آف شور کمپنیاں کام کرتی ہیں، ان کی حکومتوں کے تعاون کے بغیر کیا کالا دھن رکھنے والے کسی فرد کے خلاف تحقیقات نتیجہ خیز ثابت ہو سکتی ہیں؟

ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی: پانامہ یا کسی بھی ایسے ملک جہاں ’آف شور کمپنیز کام کرتی ہیں‘ کی حکومتیں کسی قانون کی پابند نہیں ہیں کہ وہ جمع شدہ کالے دھن کے حوالے سے کسی بھی قسم کی انفارمیشن ہمیں دیں۔ اس لیے کہ

یہ تحقیقات آف شور کمپنیز کے خلاف نہیں ہو رہیں بلکہ یہ ان لوگوں کے خلاف ہو رہی ہیں جنہوں نے وہاں غلط طریقے سے پیسہ حاصل کر کے جمع کرایا ہے۔ لہٰذا وہ انفارمیشن ہرگز نہیں دیں گے۔ میرے خیال میں سینٹ کمیٹی نے بھی یہی بات بتا دی ہے۔ ہماری رقوم سوئٹزر لینڈ نہیں دے رہا جو کہ ایک مہذب ملک ہے، بقول اسحاق ڈار وہاں پر 200 ارب ڈالر پڑے ہیں، تو پانامہ والے تو بالکل نہیں دیں گے اور وہ ہمارے سمیت کسی کے ساتھ بھی تعاون نہیں کریں گے۔

سوال : تو پھر ہماری سیاسی جماعتیں تحقیقات کا جو واویلا کر رہی ہیں یہ کیا معنی رکھتا ہے؟

ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی : اصل بات یہ ہے کہ پاکستان جب بھی کسی ایسے مشکل مسئلے سے دوچار ہوتا ہے تو ریاست کے چاروں ستونوں میں طاقتور طبقے کی کوشش ہوتی ہے کہ اس سے نہ صرف خود سیاسی فائدہ اٹھایا جائے بلکہ ان لوگوں کو بھی کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچایا جائے جو قومی دولت لوٹ رہے ہیں۔ جیسا کہ اس وقت پانامہ لیکس کا معاملہ ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا صرف نواز شریف کا ہی پیسہ باہر گیا ہے؟ کیا باقی 200 ملزم جن کے نام پانامہ لیکس میں آئے ہیں وہ بڑی پارٹیوں کی صف میں موجود نہیں ہیں؟ عدلیہ کی صف میں نہیں ہیں؟ آرمی کی صفوں میں نہیں ہیں؟ یہ کھیل صرف حکومت پر دباؤ ڈال کر سیاسی فائدہ حاصل کرنے کا ہے۔ میرے خیال میں پاکستان کو ایک ڈالر بھی واپس نہیں ملے گا۔ 1999ء میں بھی 315 پاکستانیوں کی فہرست ''وال سٹریٹ جرنل'' میں شائع ہوئی تھی جن میں بڑے بڑے لوگ شامل تھے اور میں نے اعداد وشمار جمع کر کے سپریم کورٹ کو بتایا تھا کہ سو بلین ڈالر ان لوگوں نے قوم کے لوٹے تھے لیکن کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ اس وقت بھی وہی کھیل ہو رہا ہے۔ جتنے بھی سیاستدان اس وقت شور کر رہے ہیں ان کے مفاد میں نہیں ہے کہ کوئی باقاعدہ کارروائی ہو بلکہ ان کی کوشش ہوگی کہ صرف سیاسی فائدہ لے لیں۔ قوم کا پیسہ باہر جانے سے روکنے یا جو لوٹ کر باہر بھیجا گیا ہے اس کو واپس لینے کے لیے قانون سازی سے کسی کو کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ یہ صرف سیاسی مفادات کا کھیل لگ رہا ہے۔

سوال : ہماری جماعتیں جو فرانزک آڈٹ کا مطالبہ کر رہی ہیں تو ان حالات میں تو فرانزک آڈٹ کی بجائے ان ممالک کے ساتھ سب سے پہلے مالی لین دین کی ''ٹریٹی'' سائن ہونی چاہیے؟

ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی : آپ نے بالکل صحیح فرمایا لیکن کیا پاکستان نے ابھی تک دنیا کے کسی ملک کے ساتھ یہ معاہدہ کیا؟ ہمارا تو سوئٹزر لینڈ کے ساتھ بھی معاہدہ نہیں ہے جہاں ہمارا سب سے زیادہ پیسہ ہے۔ اگر کوئی مجھ سے پوچھتا ہے کہ ہمارے حکمران معاہدہ کیوں نہیں کرتے تو میں یہی کہتا ہوں کہ وہ اپنے پیر میں خود کلہاڑی کیوں ماریں گے؟ ہمارے حکمران کبھی بھی یہ معاہدے نہیں کریں گے۔ پانامہ ویسے بھی نہیں کرے گا۔ سوئٹزر لینڈ نے آج تک ہم سے معاہدہ نہیں کیا' جس کا ہم نے سب سے زیادہ شور ڈالا ہوا ہے۔ دنیا کے دوسرے ملکوں نے سوئٹزر لینڈ سے پیسہ لے لیا لیکن ہمارے حکمرانوں کو اس معاملے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ جہاں تک فرانزک آڈٹ کا تعلق ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس طریقے سے تحقیقات کر کے فراڈ ثابت کرنا بہت مشکل مرحلہ ہوتا ہے جو

> **قوم کا پیسہ باہر جانے سے روکنے یا جو لوٹ کر باہر بھیجا گیا ہے اس کو واپس لانے کے لیے قانون سازی سے کسی کو کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ صرف سیاسی مفادات کا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔**

ایسے آڈٹ میں نہیں ہو سکتا۔ 2005ء میں پاکستان کی سٹاک ایکسچینج میں ایک بڑا فراڈ ہوا تھا۔ تقریباً 8 سو ارب روپے نکال لیے گئے تھے۔ اس وقت بھی سپریم کورٹ کے ایک جج کی سربراہی میں ایک کمیشن قائم کیا گیا۔ جس طریقے سے سٹاک ایکسچینج کو گرا کے بڑھایا گیا تھا اس کے تمام ثبوت بمعہ دستاویزات پاکستان میں موجود تھیں۔ کمیشن نے یہی لکھا کہ سب کچھ ہوا ہے، بس ذرا حکومت فرانزک آڈٹ کروائے۔ چنانچہ امریکہ کی ایک فرانزک کمپنی کو لاکھوں ڈالر فیس دی گئی۔ انہوں نے کئی مہینے تک لاکھوں کاغذات کھنگالے اور آخر میں کہا کہ Chain نہیں مل رہی، لہٰذا ہمارے آڈٹ کا نتیجہ بے نتیجہ ہے، حکومت اور ٹائم دے اور پیسہ دے تو ہم کچھ کریں گے۔ آخر کار اس فرانزک کمپنی کو فائن کر دیا گیا۔ فرانزک آڈٹ بہت اہم چیز ہے لیکن یہ نہ بھولیں کہ جن کا پیسہ باہر گیا ہے ان میں پاکستان کے بہترین دماغ رکھنے والے لوگ شامل تھے۔ چارٹرڈ اکاؤنٹس تھے، پاکستان کی اور دنیا کی بہترین لاء فرمز تھیں۔ جنہوں نے زنجیر بنا کر یہ پیسہ باہر منتقل کیا ہے۔ لہٰذا جب فرانزک آڈٹ کمپنی کے پاس انفارمیشن نہیں ہوگی، جو کہ نہیں ہے تو وہ اس کو تفصیلات نہیں دیں گے اور نہ ہی ایسا آڈٹ کسی نتیجے پر پہنچے گا۔ آپ کمیشن ضرور بنا دیں لیکن میرا خیال ہے کہ کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا جب تک کہ پہلے آپ پیسہ ملک سے باہر جانے سے روکنے کے لیے قانون سازی نہ کر لیں۔ جبکہ یہی لوگ اس کے لیے تیار نہیں ہوں گے جو آج ہنگامہ کر رہے ہیں۔

ایوب بیگ مرزا : ڈاکٹر صاحب! آپ نے بالکل بجا فرمایا کہ آف شور کمپنیاں کیوں بتائیں گی کہ کس طرح پیسہ ہمارے پاس آیا ہے لیکن ایک بات کا تو پتہ چل سکتا ہے کہ آڈٹ کمپنیاں ہمیں یہ بتائیں کہ یہاں سے پیسہ باہر کس طریقے سے گیا تھا، وہاں کیسے پہنچا۔ آیا وہ بنکوں کے ذریعے گیا تھا یا غیر قانونی طور پر ہُنڈی کے ذریعے، یہ تو ہمیں یہاں بیٹھ کر معلوم ہو سکتا ہے نا؟

ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی : میں آپ کی خدمت میں عرض کر دوں کہ جس ملک میں معیشت دستاویزی نہ ہو وہاں یہ چیز کیسے ثابت ہوگی؟ دو باتیں عرض کرتا ہوں۔ فرض کیجیے میرے پاس آج ایک کروڑ روپیہ ہے۔ میں پاکستان کی ایکسچینج کمپنیز جو قانون کے تحت کام کر رہی ہیں سے ڈالر خرید سکتا ہوں۔ اس پیسے سے میں پاکستان میں ڈالر اکاؤنٹ کھول سکتا ہوں اور پاکستان کے قانون کے تحت میں اس ڈالر کو باہر بھیج سکتا ہوں۔ ایک تو قانونی طریقے سے ناجائز پیسہ باہر جانے کا یہ طریقہ موجود ہے۔ دوسرا یہ کہ پاکستان کا ایک قانون ہے کہ جو آدمی 183 دن ملک سے باہر رہے اس کو پاکستان میں انکم ٹیکس گوشوارے بھرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے برعکس امریکہ کا قانون یہ ہے کہ آپ دس سال بھی باہر رہیں تو آپ کو اپنے اثاثے اپنے ملک میں ضرور بتانے پڑتے ہیں۔ جیسے آج ہمارے وزیراعظم کی فیملی پر الزام لگا ہے۔ اگر ان کے فیملی ممبران 183 دن سے باہر تھے تو وہ تو آپ کو انفارمیشن دینے کے ہی پابند نہیں ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ یہاں سے پیسہ باہر کسی اور نام سے جاتا ہے، وہاں سے تیسرے نام کو جاتا ہے۔ یہ ایک زنجیر ہوتی ہے اور وہ زنجیر بیچ میں کہیں نہ کہیں ٹوٹ جاتی ہے۔ لہٰذا میں یہی کہہ رہا ہوں کہ آپ کمیشن بنا کر انوسٹی گیشن ضرور کریں لیکن پہلے اس قانون کو بدل کر دکھائیں جس کے ذریعے یہاں سے پیسہ باہر جا رہا ہے کیا اس کے لیے چاروں صوبوں کی حکومتیں تیار ہوں گی؟ میرا جواب ہے کہ نہیں۔ معیشت کو دستاویزی بنانے میں کوئی پارٹی جو وفاقی یا صوبائی حکومت میں ہے تیار نہیں ہے اور معیشت دستاویزی بنائے بغیر اس کا کوئی حل نہیں ہے۔

سوال :پاکستان کے ریاستی ادارے، عدلیہ، FBR، NAB، FIA وغیرہ ان 250 افراد جن کے نام Off-shore کمپنیوں کے حوالے سے سامنے آئے ہیں کے خلاف Suo moto ایکشن کیوں نہیں لیتے؟

ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی :یہی تو میں نے عرض کیا کہ پاکستان کی ریاست کے چاروں ستون ایسا نہیں چاہیں گے۔ اس لیے کہ ملک کے طاقتور طبقے کا پیسہ باہر ہے۔ عدلیہ نے بے انتہا سوموٹو نوٹس لیے ہیں لیکن کبھی ایسے معاملے کا نوٹس نہیں لیا۔ چیف جسٹس صاحب نے بالکل صحیح کہا ہے کہ آپ ہم پر کیوں دباؤ ڈالتے ہیں۔ آپ خود بنائیں جوڈیشل کمیشن، یہ ہمارا کام تو نہیں ہے۔ آپ نے دیکھا نہیں جب قرضوں کی معافی کے معاملے پر جس میں وزیراعظم سمیت بڑے بڑے لوگوں نے قرضے معاف کروائے تھے، سپریم کورٹ نے جوڈیشل کمیشن بنایا تھا تو اس وقت کے چیف جسٹس افتخار چودھری نے اپنی پسند کے بندے کو اس کمیشن کا سربراہ مقرر کیا تھا۔ اس کمیشن کی جیسی بھی رپورٹ آئی، اس کے مطابق ڈی فالٹرز کو سپورٹ کیا گیا تھا۔ سپریم کورٹ نے اس رپورٹ کو ہی ڈمپ کر دیا تو جب سپریم کورٹ خود اپنے کمیشن کا فیصلہ تسلیم نہیں کرتی تو یہاں کون سا کمیشن بننے کے بعد اس کے فیصلے پر عمل درآمد ہوگا۔

سوال :عمران خان کے علاوہ پاکستان کی دیگر سیاسی و دینی جماعتیں پانامہ پیپرز کے ایشو پر کھل کر سامنے کیوں نہیں آرہیں، گومگو کا شکار کیوں ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: میں ایسا نہیں سمجھتا۔ خاص طور پر جماعت اسلامی نے تو عمران خان کے مطالبات کی حمایت کی ہے اور انہوں نے بھی نواز شریف سے استعفے کا مطالبہ کیا ہے۔ اب جو تازہ ترین اطلاعات آرہی ہیں ان کے مطابق معلوم ہوتا ہے کہ عمران خان ''سولوفلائیٹ'' نہیں کریں گے۔ شاہ محمود قریشی، سراج الحق اور پی پی پی کے خورشید شاہ اور اعتزاز احسن سے بھی ملے ہیں۔ جس کے بعد اب بلاول بھٹو کے بڑے تند و تیز بیانات آرہے ہیں۔ انہوں نے یہ بیان بھی دیا ہے کہ پانامہ پیپرز کے حوالے سے پی پی پی اور پی ٹی آئی ایک ہی پیج پر ہیں۔ لہٰذا ایسا نہیں ہے کہ عمران خان کے علاوہ دیگر اپوزیشن جماعتیں گومگو کا شکار ہیں۔ البتہ جو زور و شور عمران خان کے ہاں نظر آتا ہے وہ دوسروں میں نظر نہیں آتا۔ لیکن اعتزاز احسن جس زوردار اور ٹیکنیکل انداز میں حکومت پر تنقید کر رہے ہیں میں سمجھتا ہوں اس طرح تو عمران خان نے بھی نہیں کی۔ عمران خان کے پاس جذبات زیادہ اور دلائل کم ہیں۔ جبکہ اعتزاز احسن نے زیادہ بہتر دلائل سے بات کی ہے۔ میرے خیال میں وزیراعظم کے استعفا دینے کا سرے سے کوئی امکان نظر نہیں آتا۔ البتہ استعفا دینے کی ایک صورت بن سکتی ہے کہ اگر عمران خان اور دوسری جماعتیں میدان میں بہت زیادہ ہلہ گلہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔

سوال :عمران خان جس ایشو پر حکومت کے خلاف احتجاج کا ارادہ رکھتے ہیں یہ ایشو انہیں ایم کیو ایم کے حوالے سے نظر کیوں نہیں آتا؟ کیا الطاف حسین پر منی لانڈرنگ کا کیس نہیں ہے؟ ''را'' سے فنڈنگ اور ٹریننگ کا الزام نہیں ہے اور کیا وہ وہاں بیٹھ کر پاکستان میں ایک مافیا نہیں چلا رہے۔ ان کے خلاف عمران خان احتجاج کیوں نہیں کرتے؟

ایوب بیگ مرزا :عمران خان نے ان کے خلاف بھی بہت کچھ کہا ہے۔ بلکہ لندن تک گئے ہیں۔ اصل بات یہ

> جب معاشرے میں معاشی عدل قائم ہوگا تو سرمایہ دارانہ نظام کی خرابیاں جڑ سے ختم ہو جائیں گی۔

ہے کہ عمران خان ایم کیو ایم کے خلاف آواز اٹھائیں یا دھرنا دیں، اصل کام تو حکومت کا ہے اور دنیا بھر میں ایسے مظاہرے حکومتوں کے خلاف ہی ہوتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں جتنا عمران خان ایم کیو ایم کے خلاف بولے ہیں کوئی بھی نہیں بولا۔ پانامہ لیکس کے معاملے میں بھی ان کا مطالبہ جائز ہے کہ چیف جسٹس کی سربراہی میں کمیشن بنایا جائے۔ اگر حکومت سمجھتی ہے کہ وہ حق پر ہے تو اسے ان کا مطالبہ ماننا چاہیے۔

سوال :آف شور کمپنیوں کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ یہ سرمایہ دارانہ نظام کا شاخسانہ ہیں۔ سرمایہ دارانہ نظام ایک عرصے سے پوری دنیا میں Prevail کر رہا ہے جبکہ اشتراکی نظام صرف 70 سال چلا اور ناکام ہو گیا۔ اب سرمایہ دارانہ نظام بھی آف شور کمپنیاں اور فراڈ سامنے آنے کے بعد ناانصافی پر مبنی نظام لگ رہا ہے۔ آپ کے پاس سرمایہ دارانہ نظام کا متبادل نظام کوئی ہے؟ اور اگر ہے تو وہ کیا ہے؟

خالد محمود عباسی :ایسی بات نہیں ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام بہتر تھا اور اشتراکی نظام غلط تھا جس کی وجہ سے وہ ناکام ہو گیا بلکہ سرمایہ دارانہ نظام کے اندر ظلم و ناانصافی کا پہلو بہت نمایاں ہے جس کے ردعمل کے طور پر اشتراکی نظام آیا تھا لیکن اس کی ناکامی کا اصل سبب یہ ہے کہ وہ ردعمل ایک انتہا کو چلا گیا تھا اور وہ انتہا انسانی فطرت و نفسیات کے خلاف تھی۔ اسے متوازن کرنے کی ضرورت تھی۔ اشتراکی نظام میں ملکیت اجتماعیت کو دے دی گئی تھی جو کہ غلط تھا۔ جہاں تک اشتراکی نظام کے مقاصد کا تعلق ہے تو وہ ایک حد تک درست ہیں۔ ایک ویلفیئر سٹیٹ ہونی چاہیے، لوگوں کو وسائل پر دسترس ہونی چاہیے، ان کی بنیادی ضروریات پوری ہونی چاہئیں یہ تو درحقیقت اسلام کی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔ البتہ اس کے طریقہ کار میں تھوڑا سا فرق ہے۔ اسلام قانون کی حد تک جو مال لوگوں سے لیتا ہے وہ زکوٰۃ و عشر کی صورت میں لیتا ہے۔ لیکن اس کے بعد وہ ترغیب دیتا ہے، اخلاقیات کو اجاگر کرتا ہے کہ آپ اپنا اضافی مال جو ضرورت سے زائد ہے اس کو اللہ کی راہ میں اپنی مرضی سے خرچ کریں۔ یہی چیز اسلامی معاشرے میں پروموٹ کرنے کی ضرورت ہے اور اگر ہم اپنے ملک میں ایسا کر کے دکھائیں تو یہ پوری دنیا کے لیے ایک آئیڈیل سسٹم بن سکتا ہے۔

سوال :یعنی سرمایہ دارانہ نظام کے مقابلے میں آپ اشتراکی نظام کو ہی لائیں گے؟

خالد محمود عباسی :اشتراکی نظام کے جو اہداف ہیں اس کے طریقہ کار میں ہم تھوڑا سا فرق کر کے لائیں گے۔

سوال :یعنی آپ اس کا کوئی اسلامک version پیش کریں گے؟

خالد محمود عباسی :اس کا اسلامک ورژن یہی ہے کہ آپ کے معاشرے میں کوئی بھوکا نہ سوئے۔ یعنی ''نیل کے کنارے اگر کتا بھی بھوکا مر گیا تو خلیفہ جواب دہ ہوگا''۔

سوال :ہمارے حکمران جس طرح پیسہ لوٹ کر باہر لے جا رہے ہیں، سوئٹزرلینڈ میں ہمارا پیسہ بہت عرصہ سے پڑا ہے۔ پہلے وکی لیکس اور اب پانامہ لیکس جیسے اسکینڈلز سامنے آرہے ہیں۔ دورِ فتن کے حکمرانوں کے کردار کا جو ذکر احادیث میں آیا ہے' کیا ہمارے آج کل کے حکمران اس پر پورا نہیں اتر رہے؟

خالد محمود عباسی :سو فیصد پورا اُتر رہے ہیں۔ دورِ فتن کی احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت جب قریب آئے گی تو اس وقت دین پر چلنا اس طرح ہوگا کہ گویا انگارہ مٹھی میں پکڑنا۔ دنیا میں سب سے زیادہ خوش نصیب شخص اسے تصور کیا جائے گا جو دنیا والوں میں زیادہ کمینہ ہوگا۔ اس کا باپ بھی کمینہ ہوگا۔ لیڈر امانت دار نہیں ہوں گے اور قوموں اور قبیلوں کے لیڈر وہ ہوں گے جو رذیل ترین اور فاسق ترین ہوں گے۔ ظالموں کی پشت پناہی ہوگی۔

بڑے عہدے نااہل لوگوں کو ملیں گے۔ نوجوان لوگوں کو حکومت سپرد کی جائے گی۔ یہ ٹرینڈ آج کل آپ دیکھ رہے ہوں گے کہ نوجوان تمام بڑی پارٹیوں میں اہم رول ادا کر رہے ہیں۔ تجارت اتنی پھیل جائے گی کہ عورتوں کو بھی اپنے خاوندوں کا ہاتھ بٹانا پڑے گا مگر کساد بازاری ایسی ہوگی کہ نفع حاصل نہ ہوگا۔ ناپ تول میں کمی ہو جائے گی۔ تعلیم محض دنیا کے حصول تک محدود ہو جائے گی۔ قرآن کو بھی گانے بجانے کا ذریعہ بنالیا جائے گا۔ طاقتور کی عزت اس کے شر سے بچنے کے لیے کی جائے گی۔ یعنی اگر آپ اس کی چاپلوسی نہیں کریں گے تو وہ آپ کو فتنے میں مبتلا کر دے گا۔ یہ ساری چیزیں آج ہمارے معاشرے میں نظر آ رہی ہیں۔

سوال: آپ کے خیال میں اس دورِ فتن سے نکلنے کا way out کیا ہے؟

خالد محمود عباسی: سنن ترمذی کی ایک حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ: ”جب تمہارے امراء کردار کے اعتبار سے بہترین لوگ ہوں اور تمہارے غنی لوگ سخاوت کرنے والے ہوں اور تمہارے معاملات باہمی مشاورت سے طے پاتے ہوں، (آمریت نہ ہو) تو زمین کی پیٹھ اس کے پیٹ سے تمہاری لیے بہتر ہے۔ (یعنی تمہیں زندہ رہنے کا حق ہے) اور جب تمہارے حکمران اخلاق و کردار کے اعتبار سے تم میں سے انتہائی شریر لوگ ہوں اور تمہارے غنی لوگ بخیل ہوں۔ (یعنی وہ ابنائے نوع پر خرچ نہ کریں کہ ایک طرف ملک میں قحط پڑا ہو، تھر میں بچے بھوک سے مر رہے ہوں اور وہ آف شور کمپنیاں قائم کر رہے ہوں) اور تمہارے معاملات تمہاری عورتیں چلا رہی ہوں (جیسے موجودہ حالات میں مریم نواز کا نام آرہا ہے۔) تو زمین کا پیٹ اس کی پیٹھ سے تمہارے لیے بہتر ہے۔“ یعنی اس وقت تمہیں مرجانا چاہیے۔

سوال: ایوب بیگ صاحب! خالد محمود عباسی صاحب نے کہا کہ اشتراکی نظام میں چند خرابیاں تھیں جس کی وجہ سے وہ ناکام ہوگیا۔ لیکن اگر اس نظام کی خرابیوں کی اصلاح کی جائے تو یہ اب بھی بہتر نظام ہے۔ آپ کے خیال میں کیا ایسا ہی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: ویسے تو علامہ اقبال نے بھی کہا تھا کہ اشتراکی نظام کا ایک جزو درست ہے لیکن زیادہ غلط ہے۔ علامہ نے یہ بھی کہا تھا کہ اشتراکیت+God (یعنی اللہ تعالیٰ) = اسلام۔ لیکن بعد میں اشتراکیت نے جو کچھ کیا اس کی وجہ سے وہ اسلام سے بہت دور نکل گئی۔ اس لیے کہ اسلام عدل کا نام ہے۔ اسلام یہ نہیں ہے کہ آپ کسی کی چیز کے دو حصہ کر کے ایک پر خود قابض ہو جائیں اور کسی کو سرے سے حق ملکیت ہی نہ دیں۔ بلکہ اسلام حق ملکیت دیتا ہے، اسلام کہتا ہے کہ جو آپ کماتے ہیں وہ آپ کا ہے۔ اس میں سے غریبوں کے لیے زکوٰۃ کی صورت میں فرض ہے اور خیرات کی صورت میں اخلاقی طور پر آپ اس کو لوگوں میں تقسیم کریں۔ لیکن اسلام اس میں زبردستی نہیں کرتا۔ جبکہ اشتراکیت نے زبردستی کی جس کی وجہ سے وہ ناکام ہوا۔ اسلام نے ہمیں یہ اصول دیا کہ تم میں سے چند لوگوں میں سرمایہ گردش نہیں کرنا چاہیے بلکہ تمام عوام کو اس سے مستفید ہونا چاہیے۔ پھر زکوٰۃ کا نظام دیا۔ پھر سود کو حرام مطلق قرار دے کر ایک معاشی استحصال کی بنیاد کو ختم کیا اور اسے ایسا جرم قرار دیا جو شرک کے بعد کسی بھی دوسرے گناہ سے بڑھ کر ہے۔ بلکہ یہاں تک کہا کہ یہ اللہ اور رسولؐ کے خلاف جنگ ہے۔ تو اگر سود کو نکال دیجیے، زکوٰۃ کو حصہ بنا دیجیے اور نصف نصف کرنے کی بجائے عدل پر آئیے کہ عدل کے مطابق کس کا کتنا حصہ ہے تو یہ عین اسلام ہوگا کیونکہ عدل اسلام کا ”کیچ ورڈ“ ہے۔ لہٰذا جب معاشرے میں معاشی عدل قائم ہوگا تو پھر سرمایہ دارانہ نظام کی جو خرابیاں ہمارے سامنے آ رہی ہیں وہ جڑ سے ختم ہو جائیں گی۔ اسلام کا اپنا ایک معاشی نظام ہے۔ اشتراکیت نے اس کے قریب آنے کی کوشش کی لیکن اپنی خرابیوں کی وجہ سے وہ ناکام ہوگیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ تمام معاملات میں اسلام نے عدل کو ایک مرکز و محور قرار دیا ہے۔ چاہے وہ معاشی، سیاسی اور معاشرتی معاملہ ہو، اسلام سب سے زیادہ عدل کو ترجیح دیتا ہے۔

سوال: عدل سے آپ کی مراد انصاف ہے؟

ایوب بیگ مرزا: نہیں۔ انصاف نکلا ہے نصف سے۔ ایک شے کو دو آدمیوں میں نصف نصف تقسیم کرنا انصاف کہلاتا ہے۔ لیکن عدل یہ ہے کہ جو جس کا حق ہے وہ اس کو پہنچے۔ اگر آپ کا حق 70 فیصد ہے اور میرا حق 30 فیصد ہے۔ آپ انصاف پر چلیں تو ہم دونوں کا حق 50 فیصد ہو جائے گا۔ یہ عدل نہیں ہوگا۔ عدل کا تقاضا ہے کہ میرٹ کی بنیاد پر جو آپ کا 70 فیصد حق بنتا ہے؟ وہ آپ کو ملے اور مجھے میرا 30 فیصد ملے۔

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

اہم اعلان

بسلسلہ کُلّیۃ القُرآن لاہور (قرآن کالج)

درس نظامی (8 سالہ کورس) کے درجہ اولیٰ میں داخلے کے خواہشمند طلبہ اور ان کے والدین نوٹ فرمالیں کہ بعض انتظامی اور درسی وجوہ کے پیش نظر کلیۃ القرآن میں نئے داخلوں کی پالیسی میں اہم تبدیلیوں کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس فیصلے کے مطابق اس سال سے:

1 صرف میٹرک پاس طلبہ کو داخلہ دیا جائے گا۔
2 داخلے رمضان المبارک کی 15 تاریخ تا شوال کی 10 تاریخ جاری رہیں گے۔
3 داخلوں کے تفصیلی شیڈول کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔
4 مفت رہائش، کھانے اور مفت تعلیم کی سہولت صرف مستحق اور ذہین طلبہ کو دی جائے گی۔
5 درس نظامی کے طلبہ کے لیے ایف اے، بی اے اور ایم اے کی ریگولر کلاسز کا انتظام بھی ہے۔

المعلن: پرنسپل کلیۃ القرآن، اتاترک بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

رابطہ: 0301-4882395 042-35833637

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید کی فیروز والا کے رفقاء سے ملاقات

5 اپریل 2016ء کو امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید رفقاء تنظیم اسلامی شاہدرہ و فیروز والا ملاقات کے لیے ''جامع مسجد نور الہدیٰ'' تشریف لائے۔ بعد نماز مغرب پروگرام کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ امیر حلقہ جناب قرۃ العین، امیر تنظیم اسلامی فیروز والا جناب سید اقبال حسین، امیر محترم کے ہمراہ موجود رہے۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد نئے رفقاء اور تنظیم کی فکر سے قریبی تعلق رکھنے والے احباب کا انفرادی تعارف ہوا۔ سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ امیر محترم نے سوالوں کے جوابات دیئے۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کو ایک آزاد و خود مختار حیثیت میں 70 سال کا عرصہ ہو چکا ہے مگر ملک میں بیشتر قوانین دور غلامی کی یادگار کے طور پر نافذ العمل ہیں۔ ملک کا سیاسی اور عدالتی ڈھانچہ اسی کی عکاسی کرتا ہے۔ معاشی حوالے سے بھی ملک میں کھلا سودی نظام رائج ہے۔ محض عقائد، چند عبادات اور کچھ سماجی وعائلی قوانین پر معمولی اکثریت عمل کرتی ہے۔ ملک کی اکثریت محض نسلی و وراثتی اسلام ہی سے وابستگی کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتی ہے۔ تنظیم اسلامی عوام الناس کے ساتھ ساتھ دینی و مذہبی سیاسی جماعتوں کو مسلسل نفاذ دین کے عظیم مشن کی طرف متوجہ کر رہی ہے۔ اس لیے کہ ملک میں اگر دینی جماعتیں متحد ہو کر نظام اسلام کے لیے یک نکاتی لائحہ عمل پر عمل پیرا ہو جائیں تو اس متحدہ دینی قوت کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ گویا نظام مصطفےٰ کے لیے اجتماعی سطح پر ملک گیر پیمانے پر تحریک برپا کرنا دین کا تقاضا اور وطن سے محبت کا اظہار بھی ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنے قیام سے لے کر آج تک قوانین اور ضابطوں کے حوالے سے اپنے حصے کا کام مکمل کر لیا ہے اور اب اسے نافذ العمل کرنے کی ضرورت ہے۔ مگر ملک کے اقتدار اعلیٰ پر قابض طبقہ اشرافیہ ملک کے اسلامی دستور ہی کا مخالف ہے۔ نواز شریف اپنے تیسرے دور وزارت عظمیٰ میں ملک میں لبرل ازم اور سیکولرازم کے سب سے بڑے علمبر بن کر سامنے آ گئے ہیں اور اب نواز شریف عملاً شیطانی قوتوں کے سب سے بڑے ایجنٹ اور نمائندے بن کر اپنا کردار نبھا رہے ہیں۔ لہٰذا دینی قوتوں کا نفاذ اسلام کے لیے اتحاد اور جدوجہد ہی تمام مسائل کا حل ہے۔ ایک سوال کے جواب میں ممتاز قادری شہید کے حوالے سے امیر محترم نے کہا کہ حکومتی موقف اور عدالتی فیصلہ دونوں غیر اسلامی ہیں۔ اس لیے کوئی مسلمان توہین رسالت کے حوالے سے کسی سطح پر مفاہمت کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ حکومت کے میگا منصوبے میٹرو بس اورنج ٹرین، موٹر وے اپنی جگہ مگر ملک کی اکثریتی آبادی بد ترین استحصالی اور ظالمانہ نظام کے پنجوں کی گرفت میں ہے۔ اس گرفت کو توڑنے کے لیے اسلام کا نظام عدل اجتماعی نافذ کرنا ہو گا۔ نماز عشاء امیر محترم کی امامت میں ادا کی گئی۔ جس کے بعد امیر محترم جناب عاکف سعید صاحب کو مسجد نور الہدیٰ کے آئندہ کے تعمیراتی کام کے بارے میں بریفنگ دی گئی۔ تعمیراتی منصوبہ میں مسجد کے ایک کنال رقبہ پر مشتمل عالی شان اور وسیع و عریض ہال کی تعمیر پیش نظر ہے۔ امیر محترم نے مسجد کے تعمیراتی منصوبہ کے لیے اپنی نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔ اس تعمیراتی منصوبے کو اللہ تعالیٰ پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ (رپورٹ: نعیم اختر عدنان)

حلقہ پنجاب شرقی عارفوالا کے زیر اہتمام تربیتی اجتماع

10 اپریل 2016 حلقہ پنجاب شرقی کے تحت ایک نقباء و ذمہ داران تربیتی اجتماع کا انعقاد کیا گیا۔ جس کا آغاز صبح 10 بجے بمقام جامع مسجد جامع القرآن بہاولنگر میں ہوا۔ امیر حلقہ نے ناظم تربیتی اجتماع کے فرائض ادا کئے۔ ناظم دعوت مقامی تنظیم مروٹ مولانا سید عبدالوہاب شاہ شیرازی نے ''ذمہ داران کے مطلوبہ اوصاف'' کے موضوع پر انتہائی جامع اور مدلل خطاب فرمایا۔ اس کے بعد معتمد حلقہ عابد حسین نے ملٹی میڈیا کے ذریعہ رپورٹنگ کی اہمیت کے حوالے سے ایک پریزینٹیشن پیش کی۔ اس کے بعد ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی محترم اظہر بختیار خلجی نے ''اسرہ کیسے کیا جائے؟'' کے عنوان پر گفتگو کی۔ مسنون دعا کے ساتھ یہ تربیتی اجتماع تقریباً 1:00 بجے اختتام پذیر ہوا۔ اس پروگرام میں 65 نقباء و ذمہ داران نے شرکت کی۔ مقامی امیر بہاولنگر پروفیسر محمود اسلم اور ان کی پوری ٹیم نے میزبانی کے فرائض ادا کئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی کوششوں کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ اللہ رب العزت سب کے جذبہ ایثار و قربانی کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ (رپورٹ: عابد حسین)

ضرورت رشتہ

☆ راولپنڈی میں رہائش پذیر سید سنی خاندان کے آرمی آفیسر کی بیٹی، عمر 50 سال، تعلیم بی اے مطلقہ (ساتھ 20 سال کی بیٹی)، کے لیے تعلیم یافتہ برسرِ روزگار رشتہ درکار ہے۔ دوسری شادی کے لیے بھی رابطہ کیا جا سکتا ہے۔''

برائے رابطہ: 0308-8127007

☆ سرگودھا میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 25 سال، تعلیم ایم فل انگلش، لیکچرر گورنمنٹ کالج کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0324-6571544

☆ واہ کینٹ میں مقیم اردو سپیکنگ فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 28 سال، تعلیم، الیکٹریکل انجینئر، سرکاری سروس، کے لیے دینی مزاج کی حامل ہم پلہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0300-5369827

دعائے مغفرت

اناللہ وانا الیہ راجعون

☆ حلقہ کراچی شمالی گلستان جوہر 2 کے نقیب جناب سعود ظہیر کے دادا وفات پا گئے

☆ بہاولپور کے رفیق محمد منشاء وڑائچ کے چچا وفات پا گئے

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے، اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمَا وَارْحَمْھُمَا وَاَدْخِلْھُمَا

فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمَا حِسَابًا یَّسِیْرًا

تنظیمی اطلاع

حلقہ جنوبی پنجاب کی مقامی تنظیم ''ملتان غربی'' میں ناصر سلطان کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ پنجاب جنوبی کی جانب سے مقامی تنظیم ملتان غربی میں تقرر امیر کے لیے ان کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 7 اپریل 2016ء میں مشورہ کے بعد ناصر سلطان کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

On the child-victims of drone-wars

CHILD OF WAR – A Poem

By: Meem Seen

Child of war!
If you could speak
From your midget-coffin...
If your sweet voice could carry through
Your little mouth
Cavernous and hollowed out by death,
Encrusted with old blood
Stopped in its tracks between pearly new teeth
That once shone when your rosy face blossomed into smiles;
Or enlivened with laughter
Over some little silliness, some little surprise-
Those little things, before scary big things took over-
Big feuds between little people over little things
Made to seem big.

If you could speak
From beneath the settling dust of oblivion
Falling, falling quietly over hearts-
You'd speak of
When the sky lit up with fires
Malevolent and blind; raining death
Leaving the trail of bloodied corpses
And shell-shocked mourners,
And often, battered little bodies
Timorous and traumatized,
Confounded by unanswered questions.

You'd speak of
The desperate, endless waiting
For a healing hand-
Perhaps mummy's finger to cling on to,
A warm breath to reassure
"It'll be all right"-
But the breath was cold,
The hand lifeless and brittle.

You'd speak of
The stinging, deep pain
Of a disconsolate helplessness
And the terrifying abyss of cruel questions
Hulking all around you
Pressing upon your battered self,
Confounding your infantile senses.

You'd speak of
How death took so long to reach
As you writhed in your own blood.

If you could speak-
The layered silences
Over the tiny mound of earth
That shrouds you
Would be ripped through
By the still, small voice...
Piercing, shattering, tearing, shuddering
To ask of us
An overwhelming question-
Why?

محترم ڈاکٹر صاحبؒ کے شخصی احوال، سوانح اور گراں قدر علمی، دینی و قرآنی خدمات
کے تذکرہ پر محیط ایک جامع اور مبسوط دستاویز

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ
شخصیت اور دینی خدمات

محترمہ رافعۃ الجبین

کا ایم ایس علومِ اسلامیہ کا 5 ابواب پر مشتمل تحقیقی مقالہ:

- ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی اور ان کا دور
- ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی دعوتی، تبلیغی اور تنظیمی خدمات
- ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدماتِ تفسیر قرآن
- ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفی اور تالیفی خدمات
- ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے افکار اور عصر حاضر

دیدہ زیب ٹائٹل ◈ امپورٹڈ بک پیپر ◈ اعلیٰ معیاری طباعت
◈ صفحات :320 ◈ قیمت: صرف 250 روپے

شائع کردہ
مکتبہ خدام القرآن لاہور
36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ فون: 3-35869501
Email: maktaba@tanzeem.org Website: www.tanzeem.org

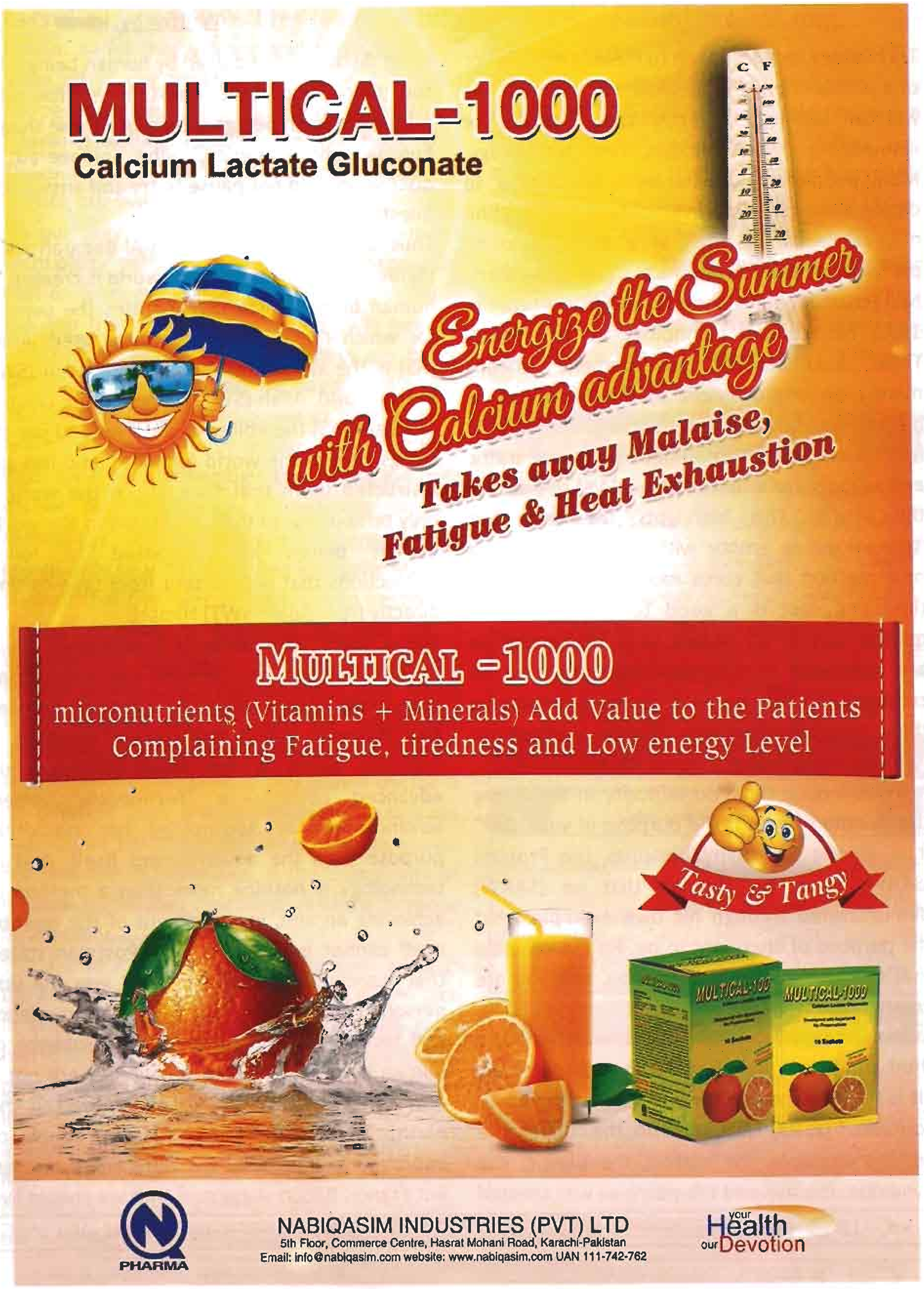
MULTICAL-1000
Calcium Lactate Gluconate
Energize the Summer with Calcium advantage
Takes away Malaise, Fatigue & Heat Exhaustion
MULTICAL -1000
micronutrients (Vitamins + Minerals) Add Value to the Patients Complaining Fatigue, tiredness and Low energy Level
Tasty & Tangy
PHARMA
NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi-Pakistan
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762
your Health our Devotion